عشق لیلائے سول سروس نے اس مجنون کو
اتنا دوڑایا لنگوٹی کر دیا پتلون کو
(اکبر)

سراب فیشن

یعنی

ایک یورپین تہذیب کے دلدادہ کی پر درد داستان عشق و حسن کا معاملہ موجودہ تعلیم اور کاروبار تجارت کا موازنہ۔ اکل حلال کی فضیلت اور تقلید اغیار کا عبرتناک نتیجہ دلچسپ انداز میں لکھا گیا ہے

از

مرزا عباس بیگ صاحب محشر مصنف خوبصورت ناگن۔ ڈراما وغیرہ

حسب فرمائش

منیجر صدیق بکڈپو۔ امین آباد لکھنؤ

صدی پریس نظیر آباد لکھنؤ میں چھپا

بار اول ۱۰۰۰ جلد ۱۹۲۱ء قیمت ۸/

حیرت انگیز شہر

ایک نوجوان سادہ دل کا ایک حسینہ کے دام محبت مین گرفتار ہونا صدہا مصائب کا سامنا کر کے آخر گوہر مقصود کو پالینا ضمنی طور سے بہت سے دلچسپ واقعات آگئے ہین جو بذات خود ایک وزن رکھتے ہین مزدورون اور سرمایہ دارون کی کشمکش خودغرض پارٹیون کی خودغرضی اور مزدور پیشہ طبقہ کے ہنگامون سے ملک کی تباہی عجیب وغریب حیرت انگیز واقعات مختلف جماعتون کے لیڈرون کا دلچسپ مکالمہ زبان اعلیٰ درجہ کی۔ اگر قصہ سے قطع نظر کی جائے تاہم ادبی حیثیت سے کتاب دیکھنے کے قابل ہے۔ لکھائی چھپائی نفیس قیمت ۸؍

عروس مصر

جرجی زیدان اڈیٹر الہلال مصر کے ایک معرکتہ الآرا ناول کا ترجمہ سید ظہور احمد ندوی کے قلم سے۔ بہت ہی دلچسپ قصہ ہے۔ زبان قابل قدر اور انداز بیان دلفریب اس ناول مین صدہا تاریخی واقعات کو روشنی مین لایا گیا ہے۔ مصر کے عیسائیون اور مسلمانون کے تعلقات۔ رسم ورواج اور سیاسی حالات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ حسن کی کشمکش اور جذبات محبت کے ہوبہو فوٹو کھینچے گئے ہین۔ قیمت ۱۲؍

طواف زمین

جولیس ورن مشہور ناول نویس کے جغرافیائی ناول کا ترجمہ۔ ارشد تھانوی کے قلم سے جو دلآویزی اور زبان کے اعتبار سے قابل دید ہے۔ ایک یورپین بازی لگا کر اسی دن مین تمام دنیا کے گرد گھوم آتا ہے۔ اس سفر مین اسنے جو جو عجائب وغرائب دیکھے سب اس کتاب مین ناول کے پیرایہ مین درج ہین۔ لکھائی چھپائی نفیس قیمت ۱۲؍

آثار سانچی

بھوپال کے قریب سانچی نامی ایک تاریخی مشہور مقام ہے وہان کے مناظر عجیب ودلفریب ہین بعض شکستہ

عشق لیلیٰ سے ہوا محروم بس مجنوں کو
اتنا پڑھوایا انگلش کر دیا پتلون کو

(اکبر)

[illegible]

جملہ حقوق محفوظ
بنام پبلشر محفوظ

ایک یورپین تہذیب کے دلدادہ کی اردو داستان۔ عشق و حسن کا معاملہ موجودہ تعلیم اور کاروبار تجارت
کا موازنہ۔ اس عالم کی تمثیلات اور تقلید اغیار کا عبرت ناک نتیجہ دلچسپ انداز میں دکھایا گیا ہے

از
مرزا عباس بیگ صاحب مصنف خوبصورت ناگن۔ ڈراما وغیرہ

حسب فرمائش
محمد صدیق بک ڈپو۔ امین آباد لکھنؤ
مسعودی پریس نظیر آباد لکھنؤ میں چھپا
قیمت ۸؎
طبع اول ۱۰۰۰

پہلا باب

نواب یوسف علیمرزا مراد آباد کے ایک مشہور رئیس ہیں۔ ان کے دو صاحبزادے ہیں۔ بڑے لڑکے نے امسال انٹرنس پاس کیا ہے۔ اور چھوٹا لڑکا چھٹے درجے میں تعلیم پا رہا ہے۔ آج نواب کے ایک پرانے دوست احمد حسین خاں اُن کی ملاقات کو دہلی سے آئے ہیں۔ دن کے چار بجے ہوں گے مردانی نشست گاہ میں نواب کے خاص احباب جمع ہیں اور چاء کا دور چل رہا ہے۔

محسن علی۔ جناب میں تو کہتا ہوں شکسپیر نے شاعری کا خاتمہ کر دیا۔ انگلستان کیا تمام دنیا میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

اسحاق۔ اسمیں بہت بڑا کمال تو یہ ہے کہ جیسے ٹریجڈی لکھتا ہے ویسی ہی کامیڈی۔

یوسف۔ سبحان اللہ کیا پُر زور تخیل ہے۔ اور کیسی جذبات کی مصوری کرتا ہے مجھے اس کے اکثر ڈرامے بیحد پسند ہیں۔ خصوصاً ہملیٹ اور میکبتھ۔ شاید یہ کہنا کچھ مبالغہ نہیں ہے کہ انھیں دو ڈراموں نے اُسے دنیا کا بہترین شاعر بنا دیا۔

اسحاق۔ شکسپیر تو شکسپیر ہی ہے۔ ملٹن۔ ٹے نیسن۔ بائیرن۔ پوپ۔ کوپر۔ ورڈس ورتھ۔ ساوڈی اور شیلی۔ انھوں نے شاعری کا کم حق ادا نہیں کیا۔ واللہ انھیں پڑھ کر اپنی اُردو فارسی شاعری پر افسوس آتا ہے۔ اور شرم معلوم ہوتی ہے کہ ایشیا میں شاعری کی کیسی مٹی خراب ہوئی۔

محسن علی۔ صحیح ہے۔ ایشیائی شاعری میں سوائے جھوٹ کے طومار، فوق تشبیہ اور استعارات نہ حسن و عشق کے چوچلوں کے اور رکھا کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مشرق نے سمجھا ہی نہیں کہ حقیقتاً شاعری کیا شے ہے۔

احمد حسین خاں۔ خدا کی پناہ۔ واللہ دم گھبرا گیا۔ آپ حضرات نے بھی تعریف اور مذمت کا خاتمہ کر دیا ایشیائی شاعری سے مبالغہ کو تو بُرا کہتے ہیں لیکن اپنی گفتگو کے مبالغہ پر غور نہیں کرتے۔

اسحاق۔ کیا ہماری گفتگو میں کچھ مبالغہ ہے۔

احمد حسین۔ معقول کچھ! جناب سراسر مبالغہ۔

اسحاق - خیر مبالغہ ہی سہی - ذرا مہربانی فرماکر مجھے یہ تو بتادیجئے کہ شاعری کی تعریف کیا ہے -

احمد حسین - جذبات یا واقعات کو الفاظ کی صورت میں اسطرح بیان کرنا کہ سننے والا اس کیفیت کو محسوس کرسکے جو ناظرین پر طاری ہوئی تھی -

اسحاق - کیا فارسی یا اردو شاعری میں اسکا لحاظ رکھا گیا ہے -

احمد حسین - پہلے میں فارسی شاعری لیتا ہوں - معاف کیجئے گا اگر میں آپ سے یہ سوال کروں کہ اساتذہ فارس کے کلام دیکھنے کا آپکو کبھی اتفاق ہوا ہے - کیونکہ ابتک مجھے جتنے بزرگ ایسے ملے جنھوں نے مغربی شاعری کو دیسی شاعری سے افضل اور برتر ٹھہرایا، خیر سے ایک کو بھی سوائے اُن چند معمولی اشعار کے جنکو کسی شمس العلما نے جمع کر کے کورس کی صورت میں چھاپ دیا ہے - مشرقی شاعری کے مطالعہ کی نوبت نہیں آئی - پھر وہ خاک سمجھیں گے کہ مشرقی شاعری کیا ہے - خدا کے فضل سے آپ سب صاحب انگریزی زبان سے بخوبی آشنا ہیں اور اسکے علم ادب کا اچھی طرح مطالعہ کر چکے ہیں - ذرا مجھے بتائیے تو فارسی علم ادب کی آپ نے کتنی کتابیں دیکھی ہیں -

اسحاق - ہاں ہم اسے تسلیم کرتے ہیں کہ فارسی دیکھنے کا اسقدر موقع ہمیں نہیں ملا جسقدر انگریزی کا -

احمد حسین - جناب یہ نہ فرمائیے بلکہ یہ کہئے کہ ہم نے فارسی کا ایک حرف بھی نہیں دیکھا ہے - ہاں اگر آپ اُس مختصر اور ساتھ ہی ساتھ مہمل انتخاب کو جو سررشتہ تعلیم نے فارسی دانی کے لئے ضروری خیال کیا ہے - کافی سمجھتے ہوں، تو اُس خوش فہمی کا کوئی علاج نہیں -

اسحاق - اگرچہ فارسی دیکھنے کا کم اتفاق ہوا - لیکن انگریزی علم ادب کے مطالعہ نے ہمیں یہ بتادیا کہ شاعری کا معیار کیا ہے -

احمد حسین - میں نے آپکی یہ منطق آپ کی خاطر سے تسلیم کرلی - اچھا پھر

اسحاق - پھر کیا -

احمد حسین - یعنے آپ نے اُس معیار سے فارسی شاعری کو جانچا -

پہلا باب

نواب یوسف علی مرزا، مراد آباد کے ایک مشہور رئیس ہیں۔ ان کے دو صاحبزادے ہیں۔ بڑے لڑکے نے امسال انٹرنس پاس کیا ہے، اور چھوٹا لڑکا چھٹے درجے میں تعلیم پا رہا ہے۔ آج نواب کے ایک پرانے دوست احمد حسین خاں اُن کی ملاقات کو دہلی سے آئے ہیں۔ دن کے چار بجے ہوں گے مردانی نشست گاہ میں نواب کے خاص احباب جمع ہیں اور چاء کا دور چل رہا ہے۔

محسن علی۔ جناب میں تو کہتا ہوں شکسپئر نے شاعری کا خاتمہ کر دیا۔ انگلستان کیا تمام دنیا میں اُس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

اسحاق۔ اس میں بہت بڑا کمال تو یہ ہے کہ جیسے ٹریجڈی لکھتا ہے ویسی ہی کامیڈی۔

یوسف۔ سبحان اللہ کیا زورِ تخیل ہے۔ اور کیسی جذبات کی مصوری کرتا ہے مجھے اُس کے اکثر ڈرامے بیحد پسند ہیں۔ خصوصاً ہملیٹ اور میکبتھ۔ شاید یہ کہنا کچھ مبالغہ نہیں ہے کہ انھیں دو ڈراموں نے اُسے دنیا کا بہترین شاعر بنا دیا۔

اسحاق۔ شکسپئر تو شکسپئر ہی ہے۔ ملٹن۔ ٹے نیس۔ بائیرن۔ پوپ۔ کوپر۔ ورڈس ورتھ۔ ساؤدی اور شیلی۔ انھوں نے شاعری کا کم حق ادا نہیں کیا۔ واللہ انھیں پڑھ کر اپنی اردو فارسی شاعری پر افسوس آتا ہے۔ اور شرم معلوم ہوتی ہے کہ ایشیائی شاعری کی کیسی مٹی خراب ہوئی۔

محسن علی۔ صحیح ہے۔ ایشائی شاعری میں سوائے جھوٹ کے طومار، فضول تشبیہ اور استعارات یا حسن و عشق کے چٹکلوں کے اور رکھا کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مشرق نے سمجھا ہی نہیں کہ حقیقتاً شاعری کیا شے ہے۔

احمد حسین خاں۔ خدا کی پناہ۔ واللہ دم گھبرا گیا۔ آپ حضرات نے بھی تعریف اور مذمت کا خاتمہ کر دیا۔ ایشیائی شاعری سے مبالغہ کو تو بُرا کہتے ہیں، لیکن اپنی گفتگو کے مبالغہ پر غور نہیں کرتے۔

اسحاق۔ کیا ہماری گفتگو میں کچھ مبالغہ ہے۔

احمد حسین۔ معمولی کچھ! جناب سراسر مبالغہ۔

اسحاق - خیر مبالغہ ہی سہی - ذرا مہربانی فرما کر مجھے یہ تو بتا دیجیئے کہ شاعری کی تعریف کیا ہے۔

احمد حسین - جذبات یا واقعات کو الفاظ کی صورت میں اسطرح بیان کرنا کہ سننے والا اس کیفیت کو محسوس کر سکے جو ناظرین پر طاری ہوئی تھی۔

اسحاق - کیا فارسی یا اردو شاعری میں اسکا لحاظ رکھا گیا ہے۔

احمد حسین - پہلے میں فارسی شاعری کو لیتا ہوں۔ معاف کیجیئے گا میں آپ سے یہ سوال کروں کہ اساتذۂ فارس کے کلام دیکھنے کا آپکو کبھی اتفاق ہوا ہے۔ کیونکہ ابتک مجھے جتنے بزرگ ایسے ملے جنھوں نے مغربی شاعری کو ایشیائی شاعری سے افضل اور برتر ٹھہرایا، خیر سے ایک کو بھی سوائے اُن چند معمولی اشعار کے جنکو کسی شمس العلماء نے جمع کر کے کورس کی صورت میں چھاپ دیا ہے۔ مشرقی شاعری کے مطالعہ کی نوبت نہیں آئی۔ پھر وہ خاک سمجھیں گے کہ مشرقی شاعری کیا ہے۔ خدا کے فضل سے آپ سب صاحب انگریزی زبان سے بخوبی آشنا ہیں اور اسکے علم ادب کا بھی خوب مطالعہ کر چکے ہیں۔ ذرا مجھے بتایئے تو فارسی علم ادب کی آپ نے کتنی کتابیں دیکھی ہیں۔

اسحاق - ہاں ہم اسے تسلیم کرتے ہیں کہ فارسی دیکھنے کا اسقدر موقع ہمیں نہیں ملا، جسقدر انگریزی کا ملا۔

احمد حسین - جناب یہ نہ فرمایئے بلکہ یہ کہیئے کہ ہم نے فارسی کا ایک حرف بھی نہیں دیکھا ہے۔ ہاں اگر آپ اُس مختصر اور ساتھ ہی ساتھ مہمل نصاب کو جو سررشتہ تعلیم نے فارسی دانی کے لئے ضروری خیال کیا ہے۔ کافی سمجھتے ہوں، تو اُس خوش فہمی کا کوئی علاج نہیں۔

اسحاق - اگرچہ فارسی دیکھنے کا کم اتفاق ہوا - لیکن انگریزی علم ادب کے مطالعہ نے ہمیں یہ بتا دیا کہ شاعری کا معیار کیا ہے۔

احمد حسین - میں نے آپکی یہ منطق آپ کی خاطر سے تسلیم کر لی - اچھا پھر

اسحاق - پھر کیا۔

احمد حسین - یعنے آپ نے اُس معیار سے فارسی شاعری کو جانچا۔

اسحاق - جی ہاں -
احمد حسین - فارسی شاعری سے مراد وہی کورس کے متعلق اشعار ہو گئے کیوں جناب!
اسحاق - اچھا یہی سہی
احمد حسین - جناب وہ فارسی شاعری ہے تو ضرور لیکن اس سے تمام شاعری کے متعلق کوئی رائے قائم نہیں کیجا سکتی - جانیے ہومر کا فردوسی سے شکسپیر اور ملٹن کا سعدی سے - بائرن - اور ٹینیسن کا حکیم قاآنی سے اور ورڈسورتھ کا منوچہری سے مقابلہ کیجیئے - اسوقت آپکی سمجھ میں آئیگا کہ فارسی شاعری کیا ہے - آپ لوگوں کا یہ اعتراض کہ ایشیائی تمام شاعری میں عشق و محبت کا عنصر زیادہ ہو گیا ہے صحیح ہے - وجہ یہ ہے کہ شاعری کا انحصار صرف انسانی جذبات پر ہے - جس قوم میں جو جذبہ زیادہ ہے اسکے ساتھ ہو گا - اسی کی اس کی شاعری میں زیادہ جھلک ہوی - ایشیائی قومیں بہ نسبت دنیا کی اور قوموں کے جذبہ عشق و محبت سے زیادہ بھری ہوئی ہیں انکی شاعری میں یہی عنصر غالب آگیا - مگر آپ یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ ان کی تمام شاعری صرف اسی جذبہ سے بھری ہوئی ہے - واقعات عالم اور مناظر قدرت پر بھی انھوں نے کم نہیں لکھا ہے - اور جو کچھ لکھا ہے وہ مغربی شاعری سے جس نے زیادہ تر اسی شاخ میں ترقی کی ہے کسی طرح کم نہیں
محسن علی - خیر فارسی شاعری تو کچھ ہے بھی - مگر اردو شاعری تو بیہودہ ہو گئی
احمد حسین - اسے بھی آپ حضرات نے کبھی ملاحظہ نہیں فرمایا ہے ادھر ادھر کے چند عام اشعار سنکر رائے قائم کر لی -
میر انیس کو پڑھیئے، پھر آپ شکسپیر کی غلامی سے انکی غلامی زیادہ باعث فخر سمجھیں گے - شکسپیر کیا - میر انیس ہومر، ملٹن، اور شکسپیر کا مجموعہ ہیں - جن اوصاف نے ہومر کو ہومر، ملٹن کو ملٹن اور شکسپیر کو شکسپیر بنا دیا وہ اردو کے صرف ایک میر انیس میں جمع ہیں - میر تقی میر کی ٹریجیڈی سودا کی کامیڈی - غالب کا فلسفہ حسن تخیل اور طرز بیان، مومن کا درد، آتش کا عشق اور نظیر اکبر آبادی کی نیچرل شاعری کے سامنے مغرب کا ہم

یوسف - شاعر یا گر کفر آرزو دیجئے - پھر ہمارا ذمہ اگر آپ با عزت شکست نصیب نہ
ہو - بھائی جان تم نے یہ گیروں کے چھوڑے ہیں آنکھیں کھولی ہیں - اور دیکھی ہماری
دنیا ہے - آج ہم ہیگل اور بارکلے کے فلسفے کے مداح ہیں - کیونکہ ہمیں خبر ہی نہیں ہے
سعدی بھی فلسفی تھا - اور کس درجہ کا فلسفی تھا - آہ اس قوم سے بڑھ کر بدنصیب قوم
اور کون ہو سکتی ہے جس نے اپنے بزرگوں کے نام اور اوصاف تک بھلا دیئے
ہوں - خدا ہی سمجھائے تو سمجھے۔

یوسف کا چھوٹا لڑکا محسن مرزا ایک چھوٹی کتاب لئے کمرے میں داخل ہو کر سب
کو جھک جھک کے تسلیم کرتا ہے۔

یوسف (مسکرا کر) کہو کیسے آئے۔

محسن - ابا جان (کتاب کا ورق کھول کر اور عبارت انگلی سے بتا کر) یہ سمجھ میں نہیں آتا
ماسٹر صاحب نے زبانی یاد کرنے کو کہا ہے۔

یوسف (تعجب سے) اسے زبانی یاد کرنے کو کہا ہے یہ تو سطریں - اور پھر زبانی یاد کرنا
سے فائدہ۔

محسن - انھوں نے سرخ روشنائی سے نشانات بنا دیئے ہیں - یہ سب یاد کرنا ہوگا

احمد حسین - ہے کیا چیز۔

یوسف - جیاگرافی (جغرافیہ) ہے

احمد حسین - اول تو یہی غضب ہے کہ ان بچوں کو انگریزی میں جغرافیہ پڑھایا جاتا ہے
بھلا وہ خاک سمجھیں گے - اس پر طرہ یہ کہ بزبان سیکھئے - تاکہ دماغ اور ذہن بیکار ہو جائیں
آجکل کا نظام تعلیم اس قدر خراب ہو رہا ہے کہ قابل بیان نہیں - یونیورسٹی کی قابلیت ہے
کہ وہ کورس مقرر کرتے وقت اسکا لحاظ ضروری نہیں سمجھتی کہ جن بچوں کیلئے
کورس مقرر کیا جاتا ہے اون کا کیا حشر ہوگا - آیا وہ امتحان دینے کے وقت تک
صحیح الدماغ بھی رہینگے - یا نہیں - خیر شروع میں تو دماغ یوں چوپٹ ہوتا ہے
آگے بڑھ کر پریکٹس میں اگر قسمتوں سے بچ نکلے تو پھر پوری شامت آجاتی ہے
جتنا حساب خلق خدا کی قسمت میں ہے وہ صرف ان غریبوں کی تقدیر میں زبردستی
ٹھونس دیا جاتا ہے - حساب بھی وہ جس کی خدا کے فضل سے دنیا میں تو کبھی ضرورت

نہیں پڑتی اب آگے بڑھئے تو ہسٹری جیاگرافی کی بلا موجود ہے۔ دنیا کے چپے
چپے کا نام رٹئے۔ سمندروں میں غوطے کھائیے۔ جزیروں کی خاک اڑائیے۔ اب
فلاں بادشاہ فلاں سنہ میں مرا۔ فلاں لڑائی فلاں سنہ میں واقع
غرضکہ ابتدائے آفرینش سے زمانہ موجودہ تک کا کوئی واقعہ فروگذاشت
نہ کیجئے۔ کوئی ان حضرات سے پوچھے کہ اس تعلیم کا نتیجہ کیا ہے۔ اگر یہ
معلوم ہوگیا کہ زمین گول ہے، کانگو امریکہ میں ہوتا ہے کوہ یورال یورپ اور ایشیا
کو الگ کرتا ہے۔ پانی پت کی تیسری فلاں سنہ میں ہوئی تو فائدہ کیا ہوا
کیا یہ ناممکن تھا کہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہم ان معلومات کو بطور تفریح
حاصل کر لیتے۔ اصل تعلیم انگریزی زباندانی کی ہونی چاہیئے۔ جو خاص چیز ہے ا
جس کی حقیقتاً ضرورت پڑتی ہے۔ مگر وہی مفقود۔ وہاں بتایا گیا جاتا ہے کہ ایک
بلی نے ایک اندھے چوہے کو جب کہ وہ رات کے وقت بل کے پاس تھا پکڑ لیا
یہاں کی معلومات بلی کتے، لومڑی سے زیادہ بڑھنے نہیں پاتی۔ ایک معمولی
نامہ لکھنے کو کہئے تو بغلیں جھانکنے لگتے ہیں یہیں تک مصیبتوں کا خاتمہ نہیں ہوجاتا
کیونکہ اب وہ سخت زمانہ آجاتا ہے جسے امتحان کہتے ہیں۔

ہمارے ہمدرد بہی خواہ، اور ہموطن بھائی اسوقت قسم تک لگا رہنا بھی پسند
نہیں کرتے، وہ وہ ہاتھ نکالتے ہیں کہ ذرا سے اشارے میں سر اور گردن جدا۔ امتحان
کے پرچے وہ لمبے لمبے جو شکل سے چار گھنٹوں کی مسلسل کوشش میں شاید ختم
ہو سکیں۔ لیکن ان کے لئے وقت صرف ڈھائی یا بڑی فیاضی کی تو تین گھنٹے۔ ا
سوالوں کی ترتیب ایسی کہ شروع سے آخر تک غریبوں کی سمجھ میں ایک نہ آئے
یہ نہیں کہ کچھ سہل ہوں کچھ مشکل اور اگر خدانخواستہ غلطی سے کوئی سہل سوال
آ ہی ٹپک پڑا تو اس کے آخر میں کوئی ایسی دم ضرور جوڑ دی کہ گھنٹے ڈیڑھ
گھنٹے کی محنت سب ضائع ہو جائے۔ اب اگر کسی سخت جان نے مر کھپ کر جو
سوال کرتے تو اس پیٹے دوسرا مصائب موجود ہے پاس کرنے کے نمبر تو میں نہ
کہاں تک پائیگا۔ اور اگر کوئی حسن اتفاق سے یہاں تک بھی پہونچ گیا۔ تو دو
دوسرا اڑنگا تھا وہ یہ کہ ہر چیز میں الگ الگ پاس کرو۔ پہلے اب نہ بتایا تو خانہ

ہوگیا۔ ان تمام مصیبتوں کو جھیل کر اگر نکل بھی گئے تو اگر گلیسٹ کی مشق موجود ہے اسمیں بھی اگر کامیابی ہوئی تو دلی قوت آنکھوں کی روشنی، دماغ کی طاقت اور دولت اور وقت سب چھن جانے کے بعد ایک کاغذ کا ٹکڑا ملگیا۔ اور فیل ہو گئے تو سب کچھ کھویا اور کچھ نہ پایا۔ دور کیوں جایئے آج سے تیس برس پہلے نظام تعلیم کیسا تھا۔ آخر آپ لوگوں نے بھی تو ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ کیا اس زمانے میں بھی ایسی سختیاں تھیں۔ کیا ایسے ہی کورس پڑھائے جاتے تھے۔ کیا امتحانس میں اتنا ہی حساب تھا جسقدر آجکل ہے۔ کیا ایسے ہی سوالات پوچھے جاتے تھے اور تعلیم حاصل کرنے کیلئے آجکل کیطرح دولت اور صحت کی قربانی کرنا پڑتی تھی۔

اسحاق۔ اسمیں شک نہیں کہ یونیورسٹیاں بہت زیادہ قابل اصلاح ہیں۔ اور خصوصاً الہ آباد کی فاضل یونیورسٹی ایک نیا قانون جو آجکل ہوا ہے جناب نے دیکھا ہوگا۔

احمد حسین۔ ہاں وہی فیس والا۔ یعنے اگر کسی درجے میں لڑکا فیل ہو جائے تو اس سے ڈبل فیس لیجائے گی۔

اسحاق۔ جی ہاں۔ اب اسکا نتیجہ ہے کہ ہزاروں غریب مجبوراً پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ آپ خیال فرمائیں انٹرنس کی چار روپیہ ماہوار فیس ہے اب ان سختیوں پر غریب فیل تو ڈبل فیس کہاں سے دیگا۔

یوسف۔ ان تمام سختیوں کا مطلب یہ ہے کہ لوگ تعلیم حاصل نہ کریں۔

احمد حسین۔ اگر ایسا ہو تو بہت بہتر ہے۔ کیونکہ لوگ معمولی طور پر پڑھ لکھ کر اپنے آبائی پیشے اور صنعت و حرفت سیکھیں گے۔ اسمیں نوکری سے کہیں اچھے رہینگے۔

یوسف۔ لیکن اعلےٰ تعلیم حاصل نہ کرینگے تو نہ انھیں وہ عزت ملے گی نہ سرکاری نوکریاں حاصل کر سکینگے۔

احمد حسین۔ افسوس تمنے کسقدر غلط سمجھا ہے۔ واللہ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک جولاہہ نہ ہو تو ہمیں کپڑے نصیب نہیں ہو سکتے۔

ایک کسان نہ ہو تو بھوکے مر جائیں - لیکن اگر آج ایک گریجویٹ یا انٹرنس پاس نہ ہو تو کوئی کام نہیں رک سکتا - قومی عزت یا وقار کے لیئے پہلے دولت کی ضرورت ہے پھر تعلیم کی - دولت ہی سے تعلیم حاصل کیجا سکتی اور اسے عمدہ مصرف نکالا جا سکتا ہے - ایسی تعلیم سے جسکا خاتمہ غلامی پر ہو - لاکھوں درجہ جہالت اچھی بشرطیکہ اسمیں آزادی ہو -

محسن علی - مگر جناب معاف کیجیے گا - تجارت کو نوکری پر ترجیح نہیں ہو سکتی

احمد حسین - درست ہے آجکل نئی روشنی والوں کا یہی خیال ہے جب کسی قوم کا زوال شروع ہوتا ہے تو عقل پہلے ہی سلب ہو جاتی ہے ہاں جناب نوکری میں کون سرخاب کے پر ہیں -

محسن علی - نوکری سے پہلے تو ہانگی نقصان کا اندیشہ جاتا رہتا - مثلاً فرض کیجیے کہ ایک شخص نے سو روپیہ لگا کر کوئی تجارت شروع کی - لیکن آخر میں گھاٹا آگیا چلئے رہی سہی پونجی بھی گھر کی ضائع ہوئی - اب اگر نوکری ہے تو اسمیں ایک مقررہ تنخواہ ماہ بماہ ملتی رہیگی - اسمیں کوئی کا اندیشہ نہیں - یہ تو میں نے ادنے نوکری ذکر کیا - اب اعلے نوکری کیطرف آیئے - کیا ایک ڈپٹی کلکٹر سے زیادہ معزز ایک سوداگر سمجھا جا سکتا ہے ناممکن ہے -

احمد حسین - اچھی منطق ہے - خدا آپ حضرات کے دماغ پر رحم فرمائے - بندۂ خدا جسطرح تجارت میں نفع اور نقصان کی امید لگی رہتی ہے - کیا نوکری میں کوئی دغدغہ نہیں - تجارت میں اگر غلطی ہو گئی تو زیادہ سے زیادہ مالی نقصان ہو جاتا ہے - لیکن نوکری میں اگر ذرا بھی چوکے تو نہ پھر عزت سلامت ہے نہ دولت - قدم قدم پر جیل اور ضابطہ فوجداری کا خوف - دوسرا نقص نوکری میں یہ ہے کہ انسان اپنی قسمت کو چند چاندی کے ٹکڑوں کے ساتھ عمر بھر کیلئے بیچ ڈالتا ہے - حالانکہ تجارت میں یہ بات نہیں ہے - بہت ممکن ہے کہ آپ ایک معمولی پھیری کر کے بیچنے والے سے چند ہی روز میں ملکھ پتی ہو جائیں - یہ کوئی خیالی گپ نہیں ہے - بلکہ مثالیں موجود ہیں -

آپ حضرات کوئی جاہل نہیں ہیں جنھیں زیادہ سمجھانے کی ضرورت ہو۔ اگر تھوڑا سا بھی غور کریں تو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ خود ہماری گورنمنٹ بھی ہمیں قدم قدم پر بتا رہی ہے کہ اگر تم ترقی کے آسمان پر سورج بن کر چمکنا چاہتے ہو تو تجارت کرو اور صنعت و حرفت سیکھو ہم نہ سمجھیں یہ ہماری عقلمندی ہے۔ آپکی ڈپٹی کلکٹر والی مثال بھی خوب ہے۔ آپ فقط معزز کا مفہوم نہیں سمجھے سچا معزز اُسے نہیں کہتے ہیں جسکی ڈر خوف یا اوپر کے دل سے تعظیم و تکریم کی جائے۔ بلکہ سچا معزز وہ ہے جسکی ذات سے باوجودیکہ کسی کو کوئی خوف نہیں۔ لیکن پھر اسی کی تعظیم و تکریم کیجاتی ہے۔ ایک ڈپٹی کلکٹر کو لوگ صرف اسی وجہ سے معزز خیال کرتے ہیں کہ بھائی حاکم ہے۔ کہیں ناراض ہو گیا تو خدا جانے کیا آفتیں برپا کرے گا۔ لیکن ایک تاجر کی عزت بے لوث کیجاتی ہے۔ گورنمنٹ سے بھی ڈپٹی کلکٹروں کو ایسے خطاب نہیں ملے جیسے تاجروں کو مل چکے ہیں۔

محسن علی۔ آپ اپنی چرب زبانی سے لوگوں کو بند کر دیتے ہیں۔ تاہم اتنا میں مانتا ہوں کہ جو کچھ آپ کہہ چکے ہیں اسمیں بعض ضرور درست ہیں۔

احمد حسین۔ آپکا اسیقدر ماننا غنیمت ہے، ہزار دل ہیں کہ اتنا بھی نہیں مانتے۔

محسن علی۔ آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟ لوگ تعلیم اور نوکری دونوں چھوڑ دیں۔

احمد حسین۔ ہاں میں چاہتا تو یہی ہوں۔ مگر اسطرح نہیں جیسے آپ نے ابھی ابھی کہا۔

محسن علی۔ سنیئے۔

احمد حسین۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگ جاہل رہیں ہر شخص کو کم از کم اپنی مادری زبان میں لکھنا پڑھنا جاننا ضروری ہے۔ ادنے طبقے کے لوگ تو بس اسیں تک رہیں اور اس کے بعد کسی مفید پیشے میں وقت صرف کریں۔ متوسط طبقے کے لوگوں کو لازم ہے کہ اپنے بچوں کو علاوہ صرف انگریزی اور معمولی حساب و کتاب کی تعلیم جہانتک میں خیال کرتا ہوں اگر انسان صرف انگریزی زبان سیکھنا چاہے تو زیادہ سے زیادہ چار برس میں کافی مہارت حاصل کر سکتا ہے۔ تعلیم کے بعد اتنے ہی روپیہ میں جتنا انٹرنس تک تعلیم پانے کا خرچ ہے کوئی معقول تجارت شروع کیجا سکتی ہے۔ اب رہے اعلٰے طبقے کے لوگ وہ اسکول اور کالجوں میں داخل ہو کر ڈگریاں

حاصل کریں۔ مگر ہندوستان ہی میں۔ اور پھر آزاد پیشے اختیار کریں بس یہ میری اسکیم ہے۔ اگر اس پر علدر آمد شروع ہو تو زیادہ سے زیادہ سو برس میں ہندوستان کی کایا پلٹ ہو جائے۔

یوسف۔ بات معقول ہے۔ مگر اب مشینوں میں بھی تو دم نہیں رہا۔ ایک شے جو ہاتھوں سے چند دن میں بنتی ہے مشین اب چند گھنٹوں میں تیار کر دیتی بھلا کیونکر مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

احمد حسین۔ یہ صحیح ہے کہ مشینوں کی ایجاد سے بہت سی دستکاریاں مردہ ہو گئیں۔ اور ہوتی جاتی ہیں۔ تاہم ابھی اکثر صنعتیں ہیں اور موجودہ وقت کے لئے کافی ہیں۔ اسکے علاوہ یہ کون کہتا ہے کہ تم خود مشینیں ایجاد نہ کرو۔ اور اُن سے کام نہ لو۔ مگر ہو کیسے غلامی سے فرصت بھی تو ملے۔ دیکھو جاپان نے کیا کیا۔ کیا وہ مشینوں کے لئے یورپ اور امریکہ کا محتاج ہے۔ اس وقت وہ اپنی چیزیں یورپ کی چیزوں کے مقابلہ پر سستی فروخت کر رہا ہے تجارت کی ترقی کا سب سے زبردست اصول بھی ہے۔ وائے برحال ما کہ دہ سلائی کا کام سیکھنے کے لئے امریکہ اور کہاں کہاں مارے مارے پھرے اور لاکھوں روپیہ صرف کئے۔ اور خدا جانے کیا جھک مارکر لوٹے کہ اپنے ہم وطنوں کا بھی ہزاروں روپیہ تباہ کر دیا۔ اور خفت مٹانے کیلئے یہ بات گڑھ دی کہ ہندوستان کی آب و ہوا دیا سلائی بنانے کے موافق نہیں ہے۔ حالانکہ یہ ایک تسلیم شدہ بات ہے کہ تمام دنیا میں صرف ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے، جہاں ہر قسم کی آب و ہوا موجود ہے۔

یوسف۔ لیکن سرمایہ بھی تو نہیں ہے کیا کیا جائے۔

احمد حسین۔ میں اس خیال میں آپ کے ساتھ نہیں ہوں۔ سرمایہ کیوں نہیں ہے ہندوستان میں ابھی ہزاروں کیا لاکھوں دولت مند موجود ہیں جو بڑے بڑے کارخانے کھول سکتے ہیں۔

یوسف۔ پھر وہ کارخانے کیوں نہیں قائم کرتے۔

احمد حسین۔ کیوں نہیں۔ ابھی دس برس کے عرصہ میں آپ نے دیکھا کہ

کارخانے ہندوستان میں قائم ہوئے اور ٹوٹ گئے۔ وجہ یہ ہوئی کہ انکے ذمہ دار اپنے فن میں کمال نہیں رکھتے تھے۔ ہم ہزاروں روپیہ ولایت جاکر بیرسٹری پاس کرنے میں صرف کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ امریکہ یورپ یا جاپان جاکر صنعتی تعلیم کمل طور پر حاصل کریں۔ اگر ہزار میں ایک نے ایسا کیا بھی تو نامکمل طور پر اور واپس آکر اہل وطن سے کہا روپیہ شباہ کر دیا ایسی حالتمیں کون کسی کارخانے میں روپیہ لگانے کی جرأت کر سکتا ہے

دوسرا باب

رات کو کھانا کھانیکے بعد جب احمد حسین آرام کرسی پر لیٹ کر حقہ پینے لگے نواب یوسف علی مرزا نے کہا۔

یوسف۔ بھائی جان مجھے تم سے ایک ضروری صلاح لینی ہے۔

احمد حسین۔ ہاں ہاں کہو، خیریت ہے نہ۔

یوسف۔ ہاں سب خیریت ہے۔ احسن (یوسف کا بڑا لڑکا) نے امسال انٹرنس پاس کیا ہے تمھیں تو معلوم ہی ہے۔ اب اس کے لئے کیا کرنا چاہئے

احمد حسین۔ کیا تمہارا ارادہ آگے پڑھانے کا ہے۔

یوسف۔ ہاں تھا تو، مگر لوگوں کی بیرسٹری کے لئے صلاح ہوتی ہے

احمد حسین۔ (مسکرا کر) بیرسٹری کے لئے بھیجنے کی تمہاری بھی رائے کیا ہے

یوسف۔ میں نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

احمد حسین۔ احسن کیا چاہتا ہے؟

یوسف۔ وہ بھی بیرسٹری کے لئے جانا چاہتا ہے۔ اور اسکا ارادہ ہے کہ وہاں سائنس وغیرہ کی تعلیم حاصل کرے۔

احمد حسین۔ بھائی میں تو ان تمام باتوں کا مخالف ہوں میرے نزدیک اسے ہندوستان ہی میں اب آگے تعلیم دلانے کیصرورت نہیں ہے۔

یوسف۔ لیکن اب اس کے شوق کو کیا کیا جائے۔

احمد حسین۔ ایسا ہی شوق و ذوق ہے تو یہیں کسی کالج میں علیحدہ بی اے

کی ڈگری حاصل کر لینا کافی ہے۔ اگرچہ مصلحت کے یہ بھی خلاف ہے کیونکہ ان ڈگریوں میں سوائے ظاہری شان کے اور کچھ نہیں۔ کہیں بہتر ہوتا کہ تم اسے کسی تجارت میں لگا دیتے۔

یوسف:۔ اسکی ضد ہے کہ میں تجارت نہیں کرونگا۔

احمد حسین۔ اچھا نہ سہی۔ یہاں بی۔ اے پاس کرنے کے بعد وکالت پڑھے میں کیا مضائقہ ہے۔ تم خود خیال کرو بیرسٹری میں دس بارہ ہزار سے کم صرف نہیں ہونے کا۔ اور پھر اسکا کوئی نتیجہ نہیں۔ اتنے میں اگر تجارت کی جائے تو کچھ دنوں میں انسان ملک التجار ہو سکتا ہے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ مغرب کی صحبت کا اثر ان نوخیز جوانوں پر نہایت برا پڑتا ہے، شراب خواری، گستاخ، فضول خرچ، صحبت کا اثر اور لامذہب ہو جانا تو کوئی بات ہی نہیں ہے، اور اگر کہیں کسی میم کو ساتھ لے آئے تو چلئے خاندان بھی تباہ ہو گیا اتنے روپے تباہ کرکے اگر یہ ہنر سکھانے منظور ہوں تو بھیجدو۔

یوسف۔ یہ سب کچھ درست ہے مگر میرے سمجھانے سے وہ نہیں سمجھے گا۔ میں اسے بلاتا ہوں ذرا تم سمجھاؤ۔ ممکن ہے اس ارادے سے باز آجائے۔ مجھے خود کوئی شوق نہیں ہے کہ ولایت بھیجوں اُنکی ماں کی البتہ ضد ہے۔

احمد حسین۔ خیر بلاؤ۔ میں جو کچھ سمجھانا ہو گا سمجھاؤنگا، افسوس ہے تم نے لاڈ میں اسقدر خراب کر دیا کہ وہ تمہارا کہنا ہی نہیں مانتا۔

یوسف۔ یوسف نے کوئی جواب نہیں دیا" اور خدا بخش۔ خدا بخش کہکر آواز دی

خدا بخش۔ (نوکر) سرکار کیا حکم ہے۔

یوسف۔ احسن میاں گھر میں ہیں۔

خدا بخش۔ حضور کمرے میں دیکھ لوں تو عرض کردوں (جاتا ہے)

احمد حسین۔ کیوں نو بج رہے ہیں، اسوقت تک رہتے کہاں ہیں؟

یوسف۔ اکثر دوستوں کے یہاں چلے جاتے ہیں۔

احمد حسین۔ مگر یہ وقت دوستوں کے یہاں جانے کا نہیں ہے۔

آوارہ مزاج لوگ اسوقت گھر سے غائب رہتے ہیں۔
خدا بخش۔ حضور ابھی آئے ہیں کپڑے اُتار رہے ہیں۔ پوچھتے ہیں کوئی خاص ضرورت ہے۔
یوسف۔ کہدو "ہاں" فوراً آئیں۔ (نوکر جاتا ہے)
کوئی پانچ منٹ کے توقف کے بعد ایک جوان لڑکا کوٹ پتلون پہنے ایک ہاتھ میں کالر اور ٹائی لٹکائے۔ بوٹ لوٹ زور زور سے زمین پر ٹیکتا ہوا کمرے میں داخل ہوتا ہے۔
احسن۔ (احمد حسین سے) تسلیم
احمد حسین۔ اتنی دیر تک کہاں تھے۔
احسن۔ میرے ایک خاص فرینڈ (دوست) کے یہاں ایوننگ پارٹی (شام کا جلسہ) تھی۔ کیا مجھسے کوئی خاص ضرورت ہے؟ ابھی میں نے کپڑے نہیں اُتارے ہیں۔ اسلیے تھوڑی دیر کے لیے آپ مجھے معاف کریں (بغیر جواب کا انتظار کیے اُٹھ کر چلا جاتا ہے)
احمد حسین۔ یہ تو ابھی سے بالکل خوش ہوگیا۔ خیال کرتا تھا کہ اسے ایک ہونہار مہذب جوان پاؤنگا۔ مگر معاملہ برعکس ہوا۔ یہ چھ برس میں ویسا بدلگیا۔ وسدن جبیں آیا تھا تو بڑا مہذب تھا۔
یوسف۔ یوسف نے کوئی جواب نہیں دیا اور بالکل خاموش رہا۔
احمد حسین۔ جب ابھی سے یہ رنگ ہے تو مغرب کے سفر کے بعد تو بالکل آپے سے گذر جائیگا۔ مجھے دلی افسوس ہے (احسن کمرے میں دوبارہ داخل ہوتا ہے)
احسن۔ ہاں اب فرمائیے۔
احمد حسین۔ میں نے سنا ہے کہ تم ولایت جاتے ہو۔
احسن۔ جی ہاں میرا ارادہ ہے۔
احمد حسین۔ اس سفر کی غرض۔؟
احسن۔ تکمیل تعلیم
احمد حسین۔ کیا یہاں نہیں ہوسکتی، تم یہاں بھی ایم اے بی اے۔ کی ڈگری

حاصل کر سکتے ہو۔

احسن۔ آپ نے میرا مطلب نہیں سمجھا۔ بہت سے ایسے امتحانات ہیں
جو صرف ولایت ہی میں ہوتے ہیں۔ مثلاً سول سروس، بیرسٹری۔ علم زراعت
اور علم معدنیات کے اعلےٰ امتحان۔ وغیرہ میرا ارادہ بی اے، ایم اے
پاس کرنیکا نہیں ہے۔ البتہ انگریزی کے فن ادب میں کمال حاصل کرنا
ضرور ہے۔ اور اسکا ہندوستان میں پورا ہونا ناممکن۔ غرضکہ یہی سبب
ہیں جو مجھے وہاں جانے کیلئے بیچین کئے ہوئے ہیں۔ علاوہ بریں وہاں کے
قیام سے مجھے اسکا بھی یقین ہے کہ عادات و اطوار پسندیدہ۔ دماغ روشن۔
صحت درست، اور اخلاق اعلےٰ ہو جائینگے۔ اور ساتھ ہی ساتھ تجربہ
میں پختگی اور مزاج میں آزادی بھی آ جائیگی۔ جسکی ہر لحاظ سے ہندوستانیوں کو
سخت ضرورت ہے۔

احمد حسین۔ تمہارا ارادہ کس قسم کی تعلیم حاصل کرنیکا ہے۔

احسن۔ میں آزادی کا دلدادہ ہوں۔ اسلئے میری نیت ہے کہ بیرسٹری کا امتحان
دوں اور علم ادب میں بھی دستگاہ حاصل کرنے کی کوشش کروں۔

احمد حسین۔ ہندوستان میں رہکر وکالت کا امتحان دینے میں کیا مضائقہ

احسن۔ وکالت میں اب کیا دھرا ہے۔ نہ عزت نہ روپیہ۔ ہزاروں
ادہر ادہر جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں۔

احمد حسین۔ ممکن ہے بعض ایسے بھی ہوں۔ لیکن ہندوستان میں ایک
نہیں ہزاروں وکیل ایسے موجود ہیں جن کی آمدنی ۳۰ - ۴۰ ہزار سے کم نہ
پھر گورنمنٹ میں عزت اور وقعت بھی ہے۔

احسن۔ وہ لاکھ ہوں مگر ایک بیرسٹر کے ایسے اور ہمت والے
سکتے۔ غریب کیا کریں۔ ہندوستان میں تو تعلیم ادنیٰ ہے پھر ولایت کی ایسی آزاد
کہاں سے لائیں، آپنے اکثر سنا ہوگا کہ بیرسٹروں نے ججوں اور مجسٹریٹوں کو
بھرے اجلاس میں ڈانٹ دھمکا دیا۔ اور وہ وکلا دبکر خاموش ہو گئے۔ کیا یہ دلیری
یہاں کی تعلیم سے پیدا ہو سکتی ہے۔ یہاں کے ذلیل بیچارے قانون کو

اچھی طرح نہیں جانتے اور نہ انھیں اختیار ہے کہ تمام ہندوستان میں جہاں چاہیں وکالت کر سکیں۔ لیکن بیرسٹروں کیلئے صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے ہر حصہ میں جہاں سرکار انگلیشیہ کا قبضہ ہو بیرسٹری کی اجازت ہے۔ غریب ہندوستانی وکیل انگریزی بھی اچھی نہیں جانتے۔ کیونکہ جانیں یہ تو ایک امر محال ہے کہ بغیر ولایت جائے انسان شستہ اور بامحاورہ صحیح انگریزی بول سکے۔

احمد حسین۔ صاحبزادے یہ خام خیالی ہے۔ ہمت یا دلیری تعلیم پر منحصر نہیں ہے بلکہ یہ قومی تاثیر ہے۔ ولایت جانے سے وہاں تعلیم حاصل کرنے سے ہر شخص ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم کہتے ہو یہاں کے وکیل قانون نہیں جانتے۔ یہ بھی ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ امرچرن مکرجی، ہیرا چند، غلام مجتبےٰ ان لوگوں کو جانتے ہو یہ کون ہیں۔ یہ وہ ہیں جن پر آج قانون دانی ختم ہے۔ بڑے بڑے فضلا تسلیم کر چکے ہیں یہ کب اور کس ولایت میں سیکھنے گئے تھے۔ تمہارا یہ خیال بھی نرا بچپن کا خیال ہے کہ بغیر ولایت جائے اچھی انگریزی نہیں آسکتی منتھرا پرشاد مصر، انرائیل گسٹو وہ میں ان لوگوں نے کب ولایت جا کر انگریزی پڑھی ہے۔ پھر بڑے بڑے اہل زبان انکے سامنے کیوں کان پکڑتے تھے۔ میاں یہ جوہر خداداد ہوتے ہیں۔ کوشش سے نہیں حاصل ہو سکتے۔ اور نہ انہیں تعلیم کو کوئی دخل ہے۔

احسن۔ خیر بیرسٹری نہ سہی۔ سول سروس کے امتحان کی تیاری کرونگا اگرچہ نوکری ہے لیکن ایک بڑی عزت کی نوکری ہے۔ پھر تنخواہ بھی کافی اور معقول۔

احمد حسین۔ لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا تمہارا جسکا جی چاہا سویلین ہو گئے اب اس کے لئے بڑی بڑی قیدیں لگائی گئیں ہیں۔ اس خیال خام کو دل سے نکال ڈالو۔

احسن۔ خیر انجینیرنگ کی تعلیم میں تو کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ انجینیروں کی قدر روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ اور ملک کے ہر حصہ میں انکی مانگ بھی زیادہ ہے۔

احمد حسین ۔ اس میں سوائے اس شان کے کہ نوکری (پیٹ) سر ماؤ ندنا
سخ کرے دل بھر ادھر ادھر رہے بارے میں میری سمجھ میں تو اور کوئی بات
نہیں ہے۔ تم اگر اسے مناسب خیال کرو تو کوئی مضائقہ نہیں۔
حسن ۔ اچھا وہاں جاکر کیمسٹری اور سائنس کی تعلیم حاصل کرونگا۔
احمد حسین ۔ اس سے صرف اتنا فائدہ ہوگا کہ آسمان کی باتیں معلوم ہو جائیں گی لیکن
زمین کی باتوں سے ویسے ہی ناواقف رہوگے ۔ جیسے اب ہو میاں صاحبزادے اگر تم
نے یہ معلوم کر لیا کہ ہوا میں اتنے حصے ہیں بجلی اسطرح پیدا کیجاتی ہے ۔ سونے میں فلاں
فلاں اجزا شامل ہیں تو کیا بنا لوگے ، اصل شئے عمل ہے ۔ اس کے تم معلومات کے
لئے قدم قدم پر محتاج رہوگے ، وہ کہیں نہیں سکھایا جاتا ، اور نہ اوس کے آلات
ایجاد اور اختراع کر سکتے ہو ، زمین کی باتیں سیکھو تاکہ کچھ کھانے کو ملے ، آسمانی
معلومات پیٹ نہیں بھر سکتیں۔
حسن ۔ کیا کسی شے کا علم جہل سے اچھا نہیں اور کیا پیٹ بھرنے والی باتوں میں
سائنس سے فائدہ نہیں پہونچتا۔
احمد حسین ۔ علم جہل سے ضرور اچھا ہے ، مگر سب سے پہلے پیٹ کی فکر مقدم
ہے ۔ ایک بھوکا عالم خالی علم سے بھوک نہیں دور کر سکتا ۔ یہ میں نہیں
کہتا کہ سائنس غیر مفید ہے ۔ لیکن لوگوں کے اس افلاس کے عالم میں بیکار
ہے پہلے پیٹ بھر لو ، پھر سائنس سیکھو ۔ اب صرف تمہاری ایک بات
کا جواب باقی ہے ۔ یعنے عادت و اطوار ، اخلاق ، مزاج اور صحت کی درستی
وہ سب ہندوستان ہی میں ممکن ہے ۔ کوٹ پتلون پہنتے ہی ہو ، انگریزی
خوش اخلاقی ، بزرگوں اور خوردوں کے ساتھ برتنا آہی گیا ہے ، اب رہا
مزاج اور صحت ، گرمیوں شملہ ، نینی تال ۔ کوہ مری ایسے مقامات پر
چلے جانا ، وہاں انگریزوں کی صحبت اور شراب سے یہ دونوں باتیں
بھی حاصل ہو جائیں گی ۔ ہر سال تجدید بھی کرا سکتے ہو ۔ اب کیا ضرورت ہے کہ
غریب باپ کے ہزاروں اتنی سی بات کیلئے صرف کرا دو ۔ اور وطن

سے اتنے دنوں کیلئے غیر حاضر رہو۔

احسن - آخر تو پھر کیا کروں۔

احمد حسین - میاں صاحبزادے سنو۔ ابھی نہ تم میں عقل ہے اور نہ تجربہ، ہم بڑھوں کو بیوقوف نہ خیال کرو۔ بلکہ جو کچھ کہا جاتا ہے اُسے غور سے سنکر اُس پر قائم رہو۔ اچھا ایک بات صحیح ہے۔ تم نے کہا ہے کہ تمہیں آزادی پسند ہے۔ کیوں؟ کیا تم تجارت سے بڑھکر کوئی آزاد پیشہ بتا سکتے ہو۔ بولو۔ جواب دو۔

احسن - ہاں ضرور نہیں ہے۔

احمد حسین - پھر خیال کرو۔ یہ دس بارہ ہزار روپے جو ولایت جانے اور تعلیم حاصل کرنے میں صرف کئے جاتے ہیں اگر کسی تجارت میں لگائے جائیں تو کیا ہو۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ تم ایک برس میں اس سے اسقدر نفع اٹھا سکتے ہو جتنا ایک بیرسٹر یا سولیسٹر کو چار برس میں بھی نصیب نہ ہو۔ یہ ہماری سخت جہالت ہے کہ ہم نے کام دنیاوی ترقیوں کا دارومدار صرف ولایت جانے پر سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ یہ امر تعجب خیز ہے کہ آج بیسوں ولایت کے معمولی باشندے ہندوستان میں آکر صرف ہزار دو ہزار میں کوئی معمولی تجارت شروع کر دیتے ہیں اور دس پانچ برس کے عرصہ میں دولتمند بنکر ولایت چلے جاتے ہیں دوسرا نقصان اس سفر میں یہ ہے کہ نوجوان بالکل مغربی رنگ کا ہو جاتا ہے جو ایشیا کیلئے باعث عار ہے کیونکہ تم جسے انگریزی خیال سے آزادی - تہذیب، خوش اخلاقی، روشن دماغی کہتے ہو۔ وہ ایشیا کے نزدیک لا مذہبی، بد تہذیبی، بد خلقی، اور کور دماغی ہے۔ اگر یہ اوصاف حاصل کرنا ہو تو جاؤ۔ ورنہ گھر بیٹھو اور آرام سے تجارت کرو۔ دولت اور عزت سب کچھ تمہارے قدموں سے لگی رہیگی۔

احسن - جناب کے خیال ایک حد تک صحیح ہو سکتے ہیں۔ لیکن تجارت میں کوئی عزت نہیں ہے یہ ایک عامیانہ کام ہے۔

احمد حسین - عقل کے ناخن لو۔ انگریزی تعلیم یافتہ ہو ایسی ناواقفیت۔ میاں جسکو تم عامیانہ کام کہتے ہو اُسی پر آجکل بڑی بڑی سلطنتوں کا وقار منحصر ہے

احسن ۔ کل میں چند احباب سے شورہ کرنے کے بعد آپکو اپنی رائے سے آ
گاہ کرونگا ۔ شاید گیارہ بجے ہوں گے ۔ اب میں معافی چاہتا ہوں ۔ (اٹھکر چلا جا
یوسف ۔ بھائی تم نے قائل تو ہر طرح سے کیا ۔ دیکھئے کل کیا جواب دیتا ہے
ہے کہ مان جائے ۔

تیسرا باب

احسن ۔ نے اپنی والدہ سے گھر میں جاکر غذا جانے کیا کیا کہا کہ دوسرے د
صبح کو جیسے ہی یوسف نے گھر میں قدم رکھا وہ ادبجھ پڑیں
بیگم ۔ اے یہ تمہارے کون دوست آئے ہیں بڑا نئے دقیانوسی خیا
کس گاؤں کے رہنے والے ہیں ذرا میں بھی تو سنوں ۔
یوسف ۔ کیا تم احمد کو پوچھتی ہو ۔
بیگم ۔ اب میں کیا جانوں ، ہو گا کوئی نام ۔ ارے وہی جنھوں نے کل ر
احسن کا دماغ چاٹ ڈالا ۔
یوسف ۔ وہ منشی احمد حسین صاحب ہیں ۔ دہلی کے مشہور مصنف
بڑے قابل اور عالی دماغ شخص ہیں ۔
بیگم ۔ بس اب تعریفیں تو آپ رہنے دیجئے ۔ اُس کی ساری قابلیت اور عالی د
معلوم ہے ۔ بھلا ۔ کیا بکے نے بک بک کر رہے تھے ۔
یوسف ۔ بک بک کیا ، جو کچھ اُنھوں نے کہا وہ تو ہی سمجھداری کی باتیں
بیگم ۔ ویسی ہی سمجھداری کی باتیں جیسی تم کیا کرتے ہو ۔
یوسف ۔ تم سے بحث کون کرے ، تم نے سمجھ لیا ہے کہ تم سے بڑھ کر دنیا میں کوئی
عقلمند نہیں ۔
بیگم ۔ نہیں وہ تو تمہارے دوست ہیں ۔ اور کسیکو تو عقل ملی ہی نہیں
تمہارے یا اُن کے ۔ بس انہیں دو کے حصے میں تو آئی ہے ۔ احسن کہتا تھ
اُن کی رائے ولایت بھیجنے کی نہیں ہے ۔
یوسف ۔ وہ کہتے ہیں فضول ہے ۔ سوائے روپیوں کی بربادی کے ا
کوئی نتیجہ نہیں ۔ دراصل بات تو معقول ہے ۔

بیگم۔ یہ جو ہزاروں آدمی آج اپنے بچوں کو ولایت بھیج رہے ہیں سب بیوقوف ہیں کیوں۔؟

یوسف۔ تم مطلب بھی تو سمجھو۔ اتنے روپوں کے صرف کے بعد وہ بیرسٹر ہو جائیں اور کیا ہوگا۔

بیگم۔ عزت ہی حاصل کرنے کے لئے روپے صرف کئے جاتے ہیں یہ دس بارہ ہزار کیا ہیں۔ لوگ لاکھوں خرچ کر ڈالتے ہیں۔ ایسی دولت کس کام کی جس سے عزت حاصل نہ کی جائے۔

یوسف۔ آخر عزت کیا حاصل ہوگی۔

بیگم۔ یہی عزت کہ بالسٹر ہو جائیگا۔ ولایت میں جاکر بڑے بڑے حاکموں سے ملاقات ہوگی انسے میل جول پیدا کرے گا۔ بادشاہی زبان جسکی آجکل سخت ضرورت ہے آجائیگی۔ بڑے بڑے کلکٹر، جج۔ کرسی دینگے۔ اب اور کیا چاہئے۔ دیکھتے نہیں فخرالزماں کے لڑکوں کو آج کیا دور دورہ ہے۔ جدھر نکل جاتے ہیں۔ لوگ تعظیم کرتے ہیں۔ ماں باپ کو کیسی خوشی ہوتی ہوگی۔ خدا جانے تم کیسے باپ ہو کہ تمہیں ان باتوں کا ارمان نہیں۔

یوسف (مسکراکر) کیا اسی کا نام عزت ہے؟

بیگم۔ نہیں عزت اسکا نام ہے کہ سر پر ٹوکرا رکھکر بازار میں دیا سلائی بیچتے پھریے کیوں تمہاری اور تمہارے بڑے لائق سمجھدار دوست کی تو یہی رائے ہے۔ تو خدا کرے کہ میرے بچے کو یہ دن دیکھنا نصیب ہو۔ تمہیں اپنا روپیہ عزیز ہو تو رہنے دو میں اپنے پاس سے اسکا سب خرچ دونگی۔ اور ضرور بھیجوں گی۔ میری زندگی میں تو یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ میرا بچہ بساطی کی دوکان لگا کر بیٹھے۔

یوسف۔ پہلے بات کو سمجھو تو، یہ کون کہتا ہے کہ وہ بساطی کی دوکان کرے۔ یہ جو تمہارے عزیز احسن اور کلکتہ کے حاجی امیر بخش ہیں۔ انکی دوکانیں کیسی ہیں، تم تو انہیں دیکھ بھی چکی ہو۔

بیگم۔ خیر ہونگے۔ مجھے یہ بھی منظور نہیں۔ وہ لاکھ بڑھ جائیں۔ دولت والے ہو جائیں، سوداگر کہلائیں گے، نہ انکی کوئی وقعت ہے نہ عزت۔ ابھی کوئی معمولی سا سرکاری

نوکر آجائے تو "حضور" "حضور" کے سوا زبان سے دوسرا لفظ بھی نہ نکلے۔ یہ جو لاٹ صاحب کے دربار ہوا کرتے ہیں، انھیں انھیں کبھی کرسی ملتی ہے۔ تمہیں صحیح سمجھ بتاؤ۔

یوسف۔ دربار میں سب لوگ شریک نہیں کئے جاتے، خاص خاص دربار ہوتے ہیں جن میں خاص خاص لوگ بلائے جاتے ہیں۔ عام دربار میں البتہ ہر طرح کے لوگ شریک کئے جاتے ہیں۔ تو کیا سب بیرسٹر دربار میں بلائے جاتے ہیں۔

بیگم۔ کیوں نہیں، فخر الزماں کے لڑکے تو بیرسٹر ہیں بلائے جاتے ہیں۔

یوسف۔ ان کی بیرسٹری جب نہیں چلی تو منصفی کی نوکری کر لی۔ چھوٹے چھوٹے درباروں میں بلائے جاتے ہیں۔ دہلی میں جو بڑا دربار ہوا تھا اس میں کسی نے انہیں پوچھا بھی نہیں۔

بیگم۔ ہاں کہ نہیں پوچھا۔ اچھا یہ سوداگر بھی آج تک کسی دربار میں بلائے گئے ہیں۔

یوسف۔ کیوں نہیں۔ ابھی تو دہلی کے بڑے دربار میں بلائے گئے تھے۔

بیگم۔ بلائے گئے ہوں گے۔ تو جہاں جوتے اتارے جاتے ہیں وہاں جگہ بھی ملی ہوگی۔ ایک سوداگر کی عزت ہی کیا۔

یوسف۔ یہ تمہاری جہالت ہے جو ایسا کہتی ہو۔ تمہیں کیا خبر کہ گھر کے باہر کیا ہو رہا ہے۔

بیگم۔ (بگڑ کر) خیر میں جاہل ہی سہی۔ آپ لوگ تو بڑے عالم فاضل ہیں۔ اس بحث سے کیا فائدہ۔ احسن ولایت جائے گا۔ ہمیں چاہے جو کچھ ہو۔

یوسف۔ میرا کیا۔ سمجھو، آپ ہی سر پر ہاتھ دھر کر رو دو گی۔

بیگم۔ روئیں میرے دشمن۔ میں کیوں روؤں گی۔

یوسف۔ بیگم کی باتوں سے غصہ سے بھرا ہوا باہر چلا آیا۔ احمد حسین منہ ہاتھ دھو کر وظیفہ پڑھ رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو یہ گفتگو شروع ہوئی۔

یوسف۔ (نوکر چائے لانے کا حکم دے کر) بھائی مزاج بخیر ہے۔

احمد حسین۔ ہاں خدا کا شکر ہے۔

یوسف۔ لیجئے فیصلہ ہو گیا۔ بلکہ سنا بھی دیا گیا۔

احمد حسین۔ یعنی۔

یوسف۔ احسن میاں کو انکی والدہ ولایت ضرور بھیجیں گی۔ انھوں نے دلکی تمام باتیں کہہ ڈالیں۔ اور قطعی رائے سنا دی۔

احمد حسین۔ افسوس ہے۔ اور حد درجہ کا افسوس ہے۔

یوسف۔ اب مجھے تو مطلق افسوس نہیں۔ ذرا نہیں معلوم تو ہوگا۔ کہ خود انکا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

احمد حسین۔ ایسی بد دعا نہ دو۔ خدا کرے وہ ان بلاؤں سے محفوظ رہے اور واپس آئے۔

یوسف۔ محفوظ کیا رہے گا خاک۔ یہیں اسکی حالت دگرگوں ہے۔ وہاں تو اور مطلق العنان رہے گا۔ اس عرصہ میں چائے آگئی۔ دونوں نے پی۔ اسکے بعد احمد حسین نے کہا

احمد حسین۔ میرا ارادہ تو کل جانے کا تھا۔ مگر چند ضروری کام یاد آجانے کیوجہ سے آج ہی جانا چاہتا ہوں۔

یوسف۔ ایک عرصہ کے بعد تو آئے ہو۔ پھر اسقدر عجلت۔

احمد حسین۔ میں پہلے سیدھا لکھنؤ جاؤنگا۔ اور وہاں سے چند دنوں کیلئے بنارس۔ اس کے بعد واپسی۔ ممکن ہے کہ دو ایکدن کیلئے پھر یہاں اتر پڑوں۔

یوسف۔ خیر۔ مگر آپ کل ہی جانا۔ اسوقت ڈاک کا وقت بھی اب نہیں رہا پہنچنے میں تکلیف ہوگی۔ ہاں خوب یاد آیا۔ آج شام کو تو اسحاق محمد کے یہاں تمہاری اور خاص خاص احباب کی دعوت ہے۔ صبح انکا رقعہ میرے نام آیا تھا میں تم سے کہنا بھول گیا۔

چوتھا باب

گذشتہ ابواب کے واقعات کو آج کوئی چھ مہینے کا زمانہ ہوگیا۔ اس درمیان میں سب سے بڑی قابل تذکرہ بات یہ ہوئی کہ احسن ولایت روانہ ہوگئے۔ وہاں سے بخیریت پہونچنے کا تار بھی آگیا۔ ہاں البتہ کوئی مفصل خط ابھی تک نہیں آیا ہے یہاں سے یوسف نے ابتک دو خط بھیجے ہیں۔ مگر جواب ندارد۔ جس سے یوسف

اور ادھر بیگم کسقدر پریشان ہیں۔ آج یوسف اپنے کتب خانے میں تھا کہ نوکر نے ایک خط لاکر دیا۔ جس کی مہر پر نظر کرنے سے اس کے چہرے سے خوشی کے آثار ظاہر ہوگئے۔ اُس نے جلدی جلدی لفافہ چاک کیا۔ نظر ڈالتے ہی اس کی پیشانی پر شکن پڑ گئے۔ جوں جوں وہ خط پڑھتا گیا اوسکے چہرہ پر غصہ اور نفرت کے آثار زیادہ ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ اس نے خط بغیر ختم کئے حقارت سے فرش پر پھینکدیا۔

یوسف۔ مردود! ناخلف! مرید شیطاں! آہ وہی ہوا جسکا ڈر تھا۔ اب کیا ہوسکتا ہے سب علاج ناممکن، ساری تدابیر بے سود، ہاتھ سے جاچکا۔ سنبھلنا ممکن نہیں۔ یہ جو کچھ بھی ہوا اس جاہل عورت کیوجہ سے، لاکھ لاکھ سمجھایا، کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا مگر اس کمبخت کی سمجھ میں نہ آنا تھا نہ آیا اب روئے گی کمبخت۔

لعنت ہے ایسی تہذیب پر اور پھٹکار ہے ایسی روشنی پر۔ چار دنمیں ایسی بے شرمی ایسی بیحیائی۔ ایسی دریدہ دہنی۔ نہ خدا کا خوف ہے نہ بڑوں کا ادب۔ اور نہ چھوٹوں کا لحاظ سچ ہے مغرب کے لغت میں شرم، حیا، ادب، انمیں سے کوئی لفظ نہیں ہاں اب ذرا اس بیوقوف کو بھی یہ خط سنا دینا چاہئے تاکہ اُسے بھی معلوم ہوجائے کہ اسکالر کا کیسا فاضل ہوگیا۔ اور کیا ہوکر آئے گا۔

یوسف۔ رنج اور غصہ سے بھرا ہوا خط لئے زنانخانہ کیطرف بڑھا۔ بیگم ناشتہ کرکے پان بنا رہی تھیں

یوسف۔ (بیگم کی گود میں خط پھینکر) یہ آپ کے نور چشم کا خط ہے۔

بیگم۔ کیا احسن کا خط آیا ہے۔

یوسف۔ جی ہاں۔

بیگم۔ اے اللہ تیرا ہزار ہزار شکر ہے۔ کیسا دل گھبرا رہا تھا۔ کہو خیریت سے ہے؟ اچھا ہے۔ یوسف نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور ایکطرف کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

بیگم۔ کیوں کیا ہے خیر تو ہے۔ آخر کیا لکھا ہے۔

یوسف۔ جو تمہاری قسمت میں ہونا تھا وہی لکھا ہے۔ لاحول ولا قوۃ میں قسمت کو فضول بدنام کر رہا ہوں بلکہ مجھے یہ کہنا چاہئے کہ جو تم چاہتی تھیں وہی ہوا۔

بیگم۔ یعنی میں کیا چاہتی تھی۔

یوسف۔ یہی کہ لڑکا قابل ہو، لائق ہو، نام پیدا کرے، اس نے یہ سب باتیں تین چار مہینے میں پیدا کرلیں انشاءاللہ ولایت سے آکر ایسا خاندان کا نام روشن کریگا کہ تمہارا جی خوش ہو جائے گا۔

بیگم۔ اس خط میں لکھا کیا ہے۔ ذرا پڑھو تو سہی۔

یوسف۔ یہ خط پڑھ کر میرا خون کھولنے لگتا ہے۔ ایسا گستاخ بے ادب اور آوارہ۔ اسقدر جلد۔ ابھی پورے تین مہینے بھی نہیں ہوئے۔ جو کچھ کیا تم نے کیا اور بیگم تمہاری دیکھ سے ہوا۔ آہ میں نے کتنا کتنا سمجھایا۔ مگر تم نے ایک نہ سنی اب اسی خمیازہ اٹھاؤ۔ سنو یہ صاحبزادے صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"خط"

پارک اسٹریٹ نمبر ۸۸ لندن
۲۶ جولائی ۔۔۔ء

مائی ڈیر ابا جان۔ شاید آپ اس نئے القاب کو پڑھ کر متحیر ہوئے ہوں گے۔ اور ممکن ہے کہ آپ کو کچھ غصہ بھی آگیا ہو کہ میں نے "قبلہ و کعبہ دارین معظم و محترم عالیجناب فیضمآب والد صاحب قبلہ مدظلہ" کی جگہ ایک دو لفظی سادہ اور ساتھ ہی ساتھ مغربی القاب کیوں لکھا۔ سنئے جب سے ایشیا کی تاریکی سے مغرب کی روشنی میں آیا ہوں، چند دنوں تک تو میری آنکھیں خیرہ رہیں، اور اصولاً رہنا بھی چاہئے کیونکہ یہ ایک سائنس کا مسئلہ ہے کہ انسان کی پتلی اندھیری میں پھیلتی اور روشنی میں گھٹ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے جب وہ تاریکی سے روشنی میں آتا ہے تو کچھ دیر تک اُسے صاف صاف دکھائی نہیں۔ اب مجھے اس تہذیب اور روشنی کی سرزمین پر آئے دو اڑھائی مہینے ہوئے۔ اور اس عرصہ میں ایشیا کے دقیانوسی اور غیر مہذب خیالات بار بار نزلہ ہونے سے بالکل بہ گئے اور اب مسرت کی بات ہے کہ میرا غریب اور کمزور دماغ، مغربی قوت اور تہذیب آموز خیالات کا آہستہ آہستہ خزانہ بنتا جاتا ہے۔ ایسی صحت بخش حالت میں میرے لئے یہ کسطرح ممکن نہ تھا کہ آپ کو اور دقیانوسی القاب سے یاد کرتا جن کیلئے اب میرے دماغ میں جگہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بڑے بڑے

القاب سے سوائے مصنوعی ادب یا محبت کے اور کچھ مقصود نہیں ہوتا۔ اور
الیشین کا خاص ڈھکوسلا ہے۔ کوئی کام بھی اسکا ایسا نہیں ہے جسمیں صلح
کی جھلک ہو۔ آپ ہی فرمایئے بھلا تصنع، بناوٹ اور سراسر جھوٹ کا فقط
پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ چاہیے آپ میرے اس مختصر اور سچے القاب سے
ناراض ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن میں اپنا سچا جوش محبت اسطرح اظہار کیا کرونگا
میں یہاں پہونچنے کے دو ہی ہفتہ بعد بیمار پڑ گیا۔ اور یہ بہت اچھا ہوا کیونکہ
اسطرح الیشائی تمام کثافت معدہ اور دماغ سے خارج ہو گئی۔ اگر ایسا نہ ہوتا
تو یہاں کی لطیف تہذیب شاید اسقدر جلد میرے رگ و ریشہ میں نفوذ نہ کرتی
آپکو جلد خط نہ لکھنے کا سبب یہی تھا۔
یہاں کی آب ہوا نہایت سرد ہے۔ اور میری بیماری کیوجہ بھی یہی تھی۔ ڈاکٹر
نے مشورہ دیا ہے کہ میں کم سے کم دن بھر میں چار بوتل کلاریٹ استعمال کیا کروں
اگر اسمیں ذرا کمی ہوئی تو پھر جان کی خیر نہیں ہے کلاریٹ کو شاید آپ لوگ شراب
خیال کریں۔ حالانکہ وہ شراب نہیں ہے۔ انگور کا خالص عرق ہے۔ اسمیں
سکر نام کو نہیں ہوتا۔ ایک روح بخش گرمی دل و دماغ تک پہونچتی ہے۔ اور جسم
میں توانائی اور تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ ورلیس۔ گھر پر اسکا حساب نہیں جوڑا گیا
تھا۔ اب ایجنٹ کو جو خط لکھا جائے اسمیں اُسے اجازت دیجائے کہ میری صحت
کیلئے جو دوائیں ڈاکٹر ضروری خیال کریں اُن کا بل وہ پاس کر دے۔ ایسا نہ ہو
تو میری زندگی دشوار ہوگی۔
یہاں میں شہزادہ مشہور ہوں۔ اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ پہلے پہل جب میں یہاں
اُترا اماں جان کی دی ہوئی زر دوزی کلہ ٹوپی زیب سر تھی۔ بس پھر کیا انگلیاں اٹھنے
لگیں۔ صرف ایک نقصان ضرور ہوا کہ ہوٹل کے مالک نے ہم ہندوستانیوں کا دام مجھے
شاہزادہ سمجھکر زیادہ چارج کرنا شروع کر دیا۔ خیر اسکا چنداں مضائقہ نہیں عزت
کے لئے روپئے صرف کئے جاتے ہیں۔ مجھے اس قلیل مدت میں اکثر بڑے بڑے جنٹلمین
اور لیڈیز سے ملاقات ہو گئی ہے، اور ابتک دو جگہ میری دعوت بھی ہو چکی ہے۔ ا
میرا فرض ہے کہ میں بھی انہیں مدعو کروں۔ علاوہ بریں جیسے ہندوستان میں ح

پان، عطر، الائچی وغیرہ ضروری اخراجات ہین، اسیطرح انکی جگہ چای، قہوہ، سگرٹ، سگار، اور بعض قسم کے عرق جو مفرح ہوتے ہین۔ استعمال کیئے جاتے ہین۔ یہ سب وہ اخراجات ہین۔ جن کے متعلق ہمین ہندوستان مین کوئی اطلاع نہ تھی۔

جناب جانتے ہین کہ میری غرض صرف بیرسٹری نہین ہے۔ بلکہ یہ بھی ہے کہ یہان کے اعلے طبقہ سے میل جول پیدا کرون۔ یہان آکر معلوم ہوا کہ اسمین بڑی مشکلات ہین۔ اور بغیر کافی روپیہ کے صرف کیے ایسا ممکن نہین ہے۔ یہان اعلے طبقہ سے تعارف کی صورت یہ ہے کہ بڑی بڑی گھوڑدوڑ اور لاٹریون مین لمبی لمبی بازیان لگائی جائین۔ ہر تماشہ یا تفریح گاہ مین اچھی نشستین حاصل کی جائین۔ مہینے مین دو چار ڈنر ہون۔ معزز لیڈیون کو تحفے جائین۔ وغیرہ، یہ تو اعلے طبقہ کے متعلق مین نے عرض کیا۔ اب اگر متوسط طبقہ کو دیکھیئے تو وہان بھی ایسے ہی اخراجات موجود ہین۔ کیونکہ یہان عموماً جتنے کھیل یا دلبستگی کے ذریعہ ہین سب مین بازیان لگائی جاتی ہین اس سے یہ نہ سمجھ لیجیے کہ خدانخواستہ یہان ہمارے ہندوستان کی طرح [illegible] لاحول ولاقوۃ یہان وقت کی اسقدر قدر کی جاتی ہے۔ کوئی متنفس ایک منٹ بھی فضول ضائع کرنا پسند نہین کرتا۔ اسلیے کوئی کھیل بغیر بازی کے نہین کھیلا جاتا۔ روز لاکھون روپے کے ہار جیت کی نوبت آجاتی ہے۔ اب دیکھیئے مین ایک مثال درج عرض کرتا ہون جس سے آپ بخوبی سمجھ لین گے کہ یہ سوسائٹی کے جز ولاینفک ہین مثلاً مین کسی دوست سے ملنے گیا، اور وہان اُسے مع احباب [illegible] کھیل، جیسے تاش، شطرنج وغیرہ مین مشغول پایا۔ اب میرا فرض ہے کہ مین اُس کھیل مین بازی لگا کر شریک ہون کیونکہ اگر ایسا نہ کرون گا تو یہ سخت بدتہذیبی اور آئین سوسائٹی کے خلاف ہوگا۔

گذشتہ منگل کو ایک رئیس کے یہان جلسہ تھا، جسمین مین بھی مدعو کیا گیا۔ جلسہ مین میری ایک آشنا دوست [illegible] نے [illegible] ساتھ ناچنے کی خواہش ظاہر کی تو مجھے سخت شرمندہ ہونا پڑا اور سوائے انکار کے کوئی مفر کی صورت نہین دیکھی۔ لیکن انکا اصرار حد سے زیادہ بڑھ گیا، اور آخر [illegible] ناچنا پڑا۔ [illegible] ناچا، مگر چونکہ عمر مین پہلا اتفاق تھا [illegible] بڑی ہنسی

ہوئی۔ اور میں دلمیں کٹ کٹ گیا۔ دوسرے دن سویرے ہی میں ایک اسکول میں
پہونچا جہاں باقاعدہ ناچ سکہایا جاتا ہے۔ یہاں پانچ پاؤنڈ (پچہتر روپیہ) ماہواری
تنخواہ دینی پڑتی ہے۔ اور ایک جوان اور حسین میم صاحبہ کے علاوہ جو اس اسکول
کی مالکہ ہیں تین چار اور حسین لیڈیاں ہیں جو اپنے ساتھ نچا کر ناچ سکھاتی ہیں۔
ابھی مجھے پانچ ہی دن ہوئے۔ لیکن اب میں بہت کچھ باقاعدہ اچھل کود سکتا ہوں
میری معلمہ اکثر کہتی ہیں کہ تم ایک مہینے میں بہترین ناچنے والے بن جاؤگے۔
ایک ہندوستانی کے لئے کم خوش قسمتی نہیں ہے کہ وہ یورپین ناچ میں کمال
حاصل کرلے۔ جس ہوٹل میں میرا قیام ہے نہایت پر فضا جگہ پر واقع ہے۔
اور یہاں قریب جتنے نوکر ہیں سب عورتیں ہیں۔ کچھ نہ پوچھئے کہ وہ
کیسی سلیقہ مند، ہوشیار اور شائستہ ہیں۔ اشارہ پر کام کرتی ہیں۔ اشارے
پر! انہیں سے ایک کو جو ابھی نہایت حسین اور کمسن ہے میں نے انگریزی طرح
سے کہانا کہانا سیکھنے کے لئے چند دنوں کے واسطے ملازم رکھ لیا ہے۔ بڑی
ہی دلسوزی اور مہربانی سے سکہاتی ہے۔ اور اب اتنا سیکھ گیا ہوں کہ مچھلی
کے کانٹے صفائی کے ساتھ کانٹے سے الگ کرلیتا ہوں۔ اگلے ہفتے میں
مجھے اُسے معقول انعام دیکر رخصت کرنا ہوگا کیونکہ اب زیادہ دنوں تک
رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

میری بعض ذی مرتبہ شناسا لیڈیوں نے "گولڈن سلیپر" (ہندوستانی
وصلی کی جوتیاں) کی فرمائشیں کی ہیں بہ مہربانی کرکے جلد سے جلد ایک درجن
بھیجدیجئے سائز پانچ اور چھ ہو۔ اماں جان کیخدمت میں آداب کہدیجئے۔ جب
میں ہندوستان میں تھا کہا کرتی تہیں کہ اب میں جلد تیری شادی ٹھہراؤں گی۔
اُن سے کہدیجئے کہ کہیں ایسی غلطی نہ کر بیٹھیں ورنہ وہ پچھتائیں۔ میں یہاں آ کر
میں نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ میں ہرگز ہرگز ایک وحشی، غیر مہذب عورت کے ساتھ
عمر بسر نہیں کرونگا۔ ہاں اگر میری شادی یہاں میری پسند کے موافق ہوئی۔ تو میں
تیار اور آمادہ ہو جاؤنگا۔ اکثر معزز لیڈیاں ہیں جنکا مجھ سے کورٹ شپ (عشق
ازدواجی) کرنے کا ارادہ ہے اور بعض کا تو اصرار ہے۔ لیکن میں نے

ابھی کسیکو کوئی جواب نہین دیا۔ مہربانی کرکے اماں جان سے صلاح کرکے لکھیے۔ اور فوراً لکھیے۔ اگر دیر ہوئی تو بہت ممکن ہے کہ مین کسی لیڈی کی درخواست منظور کر لون۔ اُسوقت آپ نے اگر میرے ارادون کے خلاف رائے ظاہر کی تو آپ کو ہرجہ دینا ہوگا۔"

روپیون کی سخت ضرورت ہے امید کہ آپ جلد سے جلد بذریعہ ہنڈوی عنایت فرمائین گے۔ سردست پانچ ہزار مین موسم بہار تک کسیطرح بسر کرونگا۔ محسن کیسا ہے؟ میری تو اُسی وقت رائے تھی، اور اب تو نہایت اصرار کیساتھ کہتا ہون کہ اسکا وقت ہندوستان مین ضائع نہ کیجیے۔ وہ ہونہار بچہ ہے۔ یہان آکر بہت کچھ کر سکیگا۔ اگر آپ اُسکے بھیجنے کا تہیہ کرین تو مین سوئیز تک آکر اُسے لیجا سکتا ہون۔

ڈاک کا وقت قریب ہے۔ اسلیے عریضہ ختم کرتا ہون۔ والدہ صاحبہ اور جناب کے لیئے تھوڑا سا نمکین گوشت اور کچھ ساردین روانہ کرتا ہون۔ امید کہ انھین آپ نہایت مقوی، خوش ذائقہ اور مفید غذا پائین گے۔

آپکا عزیز فرزند

احسن

خط سننے کے بعد ہی بیگم کی یہ حالت ہوئی کہ کاٹو تو لہو نہین بدن مین۔

بیگم۔ (کچھ دیر کے سکوت کے بعد) ہائے اب کیا ہوگا۔ یہ تو بالکل کھل کھیلا، اسقدر جلد، ابھی دن ہی کَے ہوے تھے۔

یوسف۔ اسی دن کے لئے سمجھاتا تھا۔ مگر آہ تم نے نہ سمجھا نہ بوجھا۔ ایسکا ہونا تھا ہی

بیگم۔ کیا بتاؤن شامت تھی، اس کی باتو مین آگئی۔ کیون جی یہ کلاریٹ کیا ہے؟

یوسف۔ ہوگیا۔ شراب ہے۔ اور کیا۔

بیگم۔ اے ہے شراب۔

یوسف۔ جی ہان۔ شراب، خدا جانے کتنی شرابین اُڑ چکین ہونگی۔

بیگم۔ اچھا اب کیا کیا جائے۔

یوسف۔ میں کیا بتاؤن، کوئی صورت اب نہین نکل سکتی۔

بیگم - کسیطرح سے یہ ممکن نہین ہے کہ وہ ہندوستان لوٹ آئے۔
یوسف - اس سے فائدہ کیا ہوگا، سواے اس کے کہ ابتک جسقدر روپیہ صرف
ہو چکے ہین وہ سب بے سود ضائع ہون۔
بیگم - پھر آخر کیا کیا جائے۔
یوسف - ایک آوارہ، لامذہب، بے حیا، بے شرم جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اگر
ہندوستان مین بھی بلا لوگی تو کیا ہوگا، کیا یہ عیوب نکل جائینگے، استغفر اللہ
بہتر یہی ہے کہ اُسے خط لکھدیا جائے کہ تمھاری بیرسٹری کا خرچ جسقدر دیا
گیا ہے اسمین صرف دو ہزار کا اور اضافہ کرکے تمھارے پاس بھیجدیا جاتا ہے۔
اب جانے تمھین کیسی ہی ضرورت ہو روپیہ نہین بھیجا جائیگا۔ اگر اسکو
بیرسٹری کا شوق ہے تو بجائے آوارگی اور عیاشی کے پڑھے۔ اسکے بعد پورا
اختیار ہے۔ اس سے کم از کم اتنا ہوگا کہ وہ ذرا ہوش مین آجائیگا۔ قطعاً
جواب نا ممکن ہے
بیگم - بات تمھاری معقول ہے۔
یوسف - مجھے اسی دن سے یہ خیال تھا جسدن آپ نے اُسکی صلاح
فرمائی تھی۔ دیکھیے اگر آج وہ ہندوستان مین رہتا اور تجارت کرتا تو کیا اچھا ہوتا۔
بیگم - آپ سچ ہے۔ واقعی بڑی غلطی ہوئی۔
یوسف - ایسی غلطی جسکا کوئی علاج ممکن نہین۔ خیر اب محسن رہ گیا ہے اُسے
تم میرے ارادون پر چھوڑ دو۔
بیگم - کیا اُسے اب تعلیم نہ دلواؤگے۔
یوسف - نہین اب میرا ارادہ قطعی نہین کہ اُسے اسکول بھیجون۔ انشاء اللہ
گھر ہی کام سکھلوا دونگا۔
بیگم - پھر وہ کیا کریگا۔
یوسف - کریگا کیا، گھر پر انگریزی اور حساب کی تعلیم دیجائیگی۔ کوئی قابل ہندوستانی
ماسٹر نوکر رکھ لیا جائیگا۔ اسطرح انشاء اللہ دو برس کے اندر ولایتی انگریزی
تعلیم ختم ہو جائیگی۔

بیگم۔ پھر تجارت کریگا؟
یوسف۔ تجارت کرنے سے قبل اُسے اصول تجارت سیکھنے کی ضرورت ہوگی۔
بیگم۔ کیا کسی اسکول مین سکھایا جائیگا۔
یوسف۔ ہندوستان مین کوئی اسکول ہی نہین ہے۔ جہان اصول تجارت سکھایا جاوے۔
بیگم۔ تب غریب کہان سیکھے گا۔
یوسف۔ اسکا انتظام ہوجائے گا۔ پہلے ہم لوگ بھی غور کرلین اور اُسکی رائے بھی لے لین کہ وہ کس قسم کی تجارت پسند کرتا ہے۔ اچھا مین احسن کو صاف صاف لکھے دیتا ہون۔ کیون؟
بیگم۔ ہان ضرور۔ لو خوب یاد آیا، تجارت کے بارے مین تم اپنے دوست منشی احمد حسین صاحب سے کیون نہ مشورہ لو، وہ تمھارا نیک صلاح دینگے۔ بلکہ بہتر ہوتا کہ اُنہین خط لکھکر یہین بلا لیتے۔
یوسف۔ ہان یہی میرا بھی ارادہ ہے۔ اسی خط کے ساتھ اُنہین بھی آج لکھے دیتا ہون۔ جی چاہتا ہے کہ احسن کا خط اُنہین بھیجدون۔
بیگم۔ کیا فائدہ اُنہین بھی سُنکر ملال ہوگا۔

پانچوان باب

گذشتہ باب کے واقعات کو دس مہینے کا عرصہ ہوگیا۔ اس درمیان مین احسن نے گھر ایک خط بھی نہ بھیجا۔ اول تو شروع ہی سے مزاج بے پروا واقع ہوا تھا۔ دوسرے تنبیہ کے خط نے اور افروختہ کردیا۔ مان باپ دونون اُسکی حرکتون سے ناراض تھے، خط مین دیر جو ہوئی تو انھون نے بھی ارادہ کرلیا کہ اب اُسے لکھنے کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ احسن کے خاص دوستون مین میر حامد حسین ایک نوجوان رنگیلے شخص ہین۔ اونکے یہان کبھی کبھی خط آجاتا ہے

اور اسطرح یوسف کو احسن کی خیریت معلوم ہو جاتی ہے۔ شام کا وقت ہے
پائین باغ کے صحن مین کرسیان لگی ہین اور حامد کے خاص خاص احباب
بیٹھے ہوئے ہین۔

ایک۔ آج بڑے میر صاحب جلد گھر مین تشریف لے گئے۔

حامد۔ جب وہ دیکھتے ہین کہ میرے احباب آ گئے، اس موقع پر اکثر وہ
چلے جاتے ہین۔

دوسرا۔ اسمان مسٹر حامد اب زیادہ اشتیاق نہ بڑھاؤ۔ احسن کا وہ خط
کہان ہے۔

حامد۔ ذرا اور انتظار کر لیجیے۔ ابھی مسٹر ابرار نہین آئے۔ خط مین خاص
انہین احسن نے بہت کچھ لکھا ہے۔

دوسرا۔ انہون نے کتنے بجے آنے کا وعدہ کیا ہے۔

حامد۔ ٹھیک آٹھ بجے۔

دوسرا۔ کیون بھائی رشید (یہ ان کا نام ہے) ذرا گھڑی دیکھنا۔ کیا
آٹھ نہین بجے۔

رشید۔ (گھڑی دیکھ کر) دس منٹ باقی ہین۔ (حامد سے) ہمارے دوست
منظور بڑے بے صبر ہین۔ انہین صبر تو بالکل نہین ہے۔

منظور (دوسرے کا نام ہے) تم لوگ عاشق مزاج نہین، اور بندہ عاشق مزاج
حامد۔ لیجیے چاء آ گئی، اب دور چلے، ابرار آتے ہی ہون گے۔ بھائی
عاشق مزاج دوست کو صبر کرنا چاہیے۔ بےصبری سے تمام محنت رائگان جاتی ہے
سب اسپر ہنسنے لگے، نوکر نے ہر ایک کو چاء کی پیالیان دین۔

رشید۔ واللہ چاء بھی عجیب نعمت ہے۔

منظور۔ مگر آتش سیال سے بڑھکر نہین۔

حامد۔ (مسکرا کر) پھر یاد آ گئی۔

منظور۔ ہان اے زاہد وہ آج پھر ملین وہ شے جس سے تم کو ہے بیر یاد آ گئی

رشید۔ چاء سے تک تو صبر کرو۔

منظور۔ بے تقصیر ہون صاحب ... ہان۔ جب اس کمبخت چاء کو پیتا ہون، بیساختہ یاد
[illegible]

رشید۔ یاد آنے کی وجہ ہے۔ ہم رنگ ہی، ذائقہ اور خوشبو اُس سے عمدہ، اور خوشگوار گرمی بھی پیدا کرتی ہے۔ کیون؟ یا اس کے علاوہ کچھ اور بھی۔

منظور۔ سب کچھ نہین۔ چینی کی پیالیون مین دو تو البتہ نہ یاد آئے۔ یہ کمبخت شیشے کی پیالیاں جہان سامنے آئین۔ اور انھین بے دودھ کی سرخ سرخ چاء چھلکی، پھر اُس آب طربناک کی یاد کون روک سکتا ہے۔ اللہ آیندہ ان پیالیون مین چاء نہ دیا کرو۔ اچھی خاصی طبیعت بےچین کرنے سے کیا فائدہ

حامد۔ بہت خوب اب یہی ہو گا۔ (ابرار داخل ہوتا ہے)۔

رشید۔ آئیے آئیے بڑی دیر سے ہم لوگ منتظر تھے۔

حامد۔ آج تو واقعی تم نے خلاف امید بہت دیر کی۔

ابرار۔ ہان کچھ دیر ہو گئی۔ راستے مین مٹے مرزا مل گئے، انہین چند خط انگریزی مین لکھوانے تھے وہ مجھے پکڑ کر گھر لیتے۔ اسی طرح زیادہ دیر ہوئی۔

منظور۔ خیر گذشتہ را صلوات، آئیے چاء نوش کیجئے۔

ابرار۔ بھائی احسن کا وہ خط لاتا۔

حامد۔ ہان ہان چاء تو پی لو، میری ویسٹ کوٹ کی جیب مین موجود ہے۔

سبھون نے جلدی جلدی چاء ختم کی اور اب سب احسن کا خط سننے کے لیئے ہمہ تن گوش ہو گئے۔

"خط"

پارک اسٹریٹ نمبرہ ۲۰ لندن ۲۴ جنوری

مائی ڈیر حامد

مشرق کے تمام دقیانوسی اور پرانے غیر مہذب خیالات پر لعنت بھیجکر، آؤ مغربی انداز سے شیک ہینڈ (مصافحہ) کرین۔ مین نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ تمہین جلد سے جلد لنڈن کے حالات لکھون گا۔ لیکن کچھ ایسی عدیم الفرصتی رہی کہ ابتک کچھ نہ لکھ سکا۔ امید کہ تم اس ناگزیر التوا کو معاف کرو گے۔ مین

ابھی ابھی سب کی تلافی کئے دیتا ہون - لو سُنو -

آج صبح سے سخت برفباری ہو رہی ہے - دن کے بارہ بجے ہین، ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے - مین آتشدان کے قریب بیٹھا ہوا ہون - میز کے نیچے ایک رجین بر گنڈی کی بوتلین چنی ہین - ایک میز پر کھلی ہوئی رکھی ہے - تھوڑی تھوڑی پیتا جاتا ہون اور تمھین یہ خط لکھ رہا ہون -

یار تم بڑے بدنصیب ہو - کیون ؟ اسلیئے کہ صاحب دولت ہوکر طلسم خانہ لندن کی سیر سے محروم ہو - بھائی جان یہ عجیب جگہ ہے - تم نے اکثر لمبی داڑھی والے بیوقوف مولویون سے اُن کی خیالی جنت کی تعریف سُنی ہوگی - وہ سب یہان کے پُرفضا باغ، یہان کے جشن، اور یہان کے لطف کے آگے ہیچ ہے - بھلا انھین فرنگ اور حورون سے کیا نسبت - حورون مین یہ سلیقہ، یہ نزاکت، یہ انداز دلجوئی کہان -

یہان کے باشندے عموماً نہایت رنگین مزاج، خوش پوش، خوش خوراک، اور آزاد طبع ہوتے ہین - تمھارے ہندوستانی بیوقوفون کیطرح یہان شراب جو حقیقتاً غذاے روح ہے - ممنوع نہین - لوگ عام طور سے استعمال کرتے ہین - کوئی جلسہ، کوئی موقع، کوئی وقت، کوئی کام ایسا نہین ہے جسمین بادہ وساغر کی ضرورت نہ ہو - چھوٹے بچون کو بھی اس کے مفید اثر سے محروم نہین رکھا جاتا - ان کیلئے مٹھائیون اور کیک مین تھوڑی سی ملادی جاتی ہے - غرضکہ یون سمجھو کہ یہان کی زندگی شراب، اور شراب یہان کی زندگی ہے واقعی ہونا بھی چاہیئے - کیونکہ ایک سرد ملک مین افسردہ طبیعت اور ٹھنڈے ہاتھ پاؤن سے کیا کام کیا جاسکتا ہے - جبتک آتش سیال سے خون رگون مین دوڑاکر دماغ روشن نہ کیا جائے -

تعلیم کا اصول بھی یہان ہندوستان کیطرح دل اور دماغ خراب کردینے والا نہین ہے - کہ خواہ مخواہ بیٹھے ہوئے تاریخ، منطق، فلسفہ یا اقلیدس رٹ رہے ہین - یہان کھیلو کودو، گاؤ ناچو، کھاؤ پیو، اور اسی ضمن مین پڑھو بھی - ہر جگہ ڈنر اور عرق مفرح موجود، استاد اور شاگرد ایک ایک

گلاس لیتے جاتے ہین، سگار پی رہے ہین۔ اور سبق ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہان باوجود اعلے تعلیم کے دماغ پر کچھ بار نہین پڑتا۔

بیوقوف ہندوستانی جوے کو معیوب سمجھتے ہین۔ مگر یہان ایسا نہین ہی۔ اور ہونا بھی نہ چاہیے۔ کیونکہ یہان ہندوستان کیطرح غیر مہذب، شور وغل والا اور خالی زمین پر جوا نہین ہوتا۔ اور نہ یہان اسکو کوئی ذریعہ معاش بناتا ہی۔

یہان لوگ تفریحًا جوا کھیلتے ہین۔ شروع شروع جب مین ہندوستان سے آیا تھا مجھے سخت دقتین پڑین، کیونکہ نہ تو مجھے تاش اور گنجفہ آتا تھا اور نہ انٹاوغیرہ دوستون کے جلسون مین شرمندہ ہونا پڑتا۔ لیکن اب رفتہ رفتہ سب کچھ سیکھ گیا۔ تمہین یہ سنکر تعجب اور مسرت ہوگی کہ گذشتہ اکتوبر کی دس تاریخ کو مین نے ۵۰۰ پاؤنڈ گنجفہ مین جیتے۔ عزیزمن یہ قمار بازی نہین ہے۔ اسمین بہت سے فوائد ہین، اس کے ذریعہ سے بڑے بڑے لوگون سے ملاقات ہوتی اور راہ و رسم بڑھجاتی ہے۔

یہان کی عورتین ہندوستانی عورتون کیطرح صرف گوشت اور استخوان کا ایک تودہ نہین ہین بلکہ وہ نہایت تعلیم یافتہ ہین۔ انہین ہندوستانی عورتون کیطرح کاہلی (جسے تم نزاکت کہتے ہو) بزدلی (جسکا نام اوصاف نسوانی ہے) اور بیجا شرم (جسکا غلط نام عفت ہی) نہین ہوتی۔ دور کیون جاؤ تمہین اپنے گھر ہی مین مثالین ملین گی کہ بیگم صاحب نے خاصدان اٹھایا تھا کہ کلائی اکھڑ گئی، سیرون مومیائی مالش کردی گئی۔ ہزارون حکیم صاحب کی نذر ہوے۔ آخر مین سول سرجن کے دو مہینے کے علاج کے بعد صحت ہوئی۔ شب کو ایک چپاتی کھالین تو دو دن تک سوءہضمی کی شکایت رہی۔ رات کو انا نے بڑے جن کا قصہ بیان کیا تو بیگم صاحب کو ڈر کے مارے نیند نہین آئی۔ مرغی ذبح ہوتے دیکھ لی تو خفقان کی بیماری پیدا ہوگئی۔ کسی غیر شخص کی آواز سن لی تو بس چھوئی موئی ہوگئین۔ راستے مین گاڑی کی جھلملیان گر پڑی تو غش آگیا یہان کی عورتین ایسی نہین ہوتین۔ بڑی بڑی ورزشین کرتی ہین، منون بوجھ لیکر پہاڑون کے دشوار گذار راستون پر کھٹا کھٹ چڑھ جاتی ہین۔ چار چار سیر بیف اور سیرون میوے صرف ناشتے

مین حیت ماکر جاتی ہین - افریقہ کے خوفناک ریگستانی جنگلون مین ببر، ہاتھی اور گینڈے کا شکار کرتی ہین - تنہا تمام دنیا کا سفر کر آتی ہین - ہر کام مین مردون کے صف بصف رہتی ہین - بلکہ بعض موقعون پر اُن سے بھی بڑھ جاتی ہین -

یہان کے مرد بھی ہندوستانیون کی طرح شک کے پتلے، غصہ ور اور ظالم نہین ہوتے، انہین اپنی عورتون سے کبھی بدگمانی نہین ہوتی، ایک کی بیوی دوسرے کیساتھ برسون سفر مین رہتی ہے، بہار مین تفریح گاہون مین جاتی ہے، کھیلون مین شریک ہوتی ہے، مگر کیا مجال کہ شوہر کے دل مین ذرا بھی بدگمانی ہو - پھر بھی وہ ایک عورتین اگر ایسی ہی نکل آئین جن کے قدمون کو لغزش ہو گئی، تو اُن کی سزا صرف طلاق ہے اور کچھ نہین - ہندوستانیون کی طرح نہین کہ ذرا سا شک ہوا اور ناک اڑا دی، گلا کاٹ ڈالا، چھرا بھونک دیا - لاحول ولا - اس سے زیادہ جہالت کی مثال اور کیا ہو سکتی ہے -

یہان کی عورتین ہم غیر ملک والون کو بہت پسند کرتی ہین - اور بہت صفائی سے ملتی ہین - غیر ملک اور غیر مذہب والون سے بشرطیکہ وہ اہل کتاب ہون، یہان شادی کرنا معیوب نہین ہے [illegible] اسوقت شاید ہی کوئی ایسا [illegible] ہو جو کورٹ شپ مین مشغول نہ ہو - یہان [illegible] تو ان کی [illegible] ایک [illegible] ہوئی ہے کہ ادھر [illegible] سے پیام دیا اور ادھر منظور کر لیا گیا [illegible] کیسی [illegible] قسمت مین یہان سے [illegible] جانا ہے -

مین نے بھی [illegible] کر لیا ہے کہ ضرور یہان [illegible] کرونگا - کیونکہ ہندوستان کی کالی کلوٹی، غیر مہذب، جاہل، بدتمیز، بدصورت چڑیل سے میرا [illegible] نہین بھلا ہو سکے گا -

تم نے لکھا تھا کہ اسرار بھی لندن جانے والے ہین - واقعی نہایت مسرت ہوئی - کاش ایسا ہی ہو [illegible] میری طرف سے [illegible] دو -

اُنکی شادی تو ہو گئی ہے - بہتر ہوتا کہ وہ [illegible] سے یہان آتے، اگر اُنہون نے ایسا کیا تو بڑی بڑی سوسائیٹیون مین اُن کی رسائی ہو جائیگی اور بڑی قدر و منزلت ہوگی - تھوڑے دن ہوئے یہان ایک بنگالی بابو معہ جورو

بچون کے آئے تھے، تم خیال کرو۔ ایوان شاہی مین انہون نے برابر دعوتین
اڑائین۔ اور اُن کی بیوی کیوجہ سے اُن کی بیحد قدر ہوئی۔ آجکل وہ اپنی دو
جوان لڑکیون کو یہان ایک انگریز دوست کی نگرانی مین چھوڑ کر ہندوستان
واپس چلے گئے ہین۔ اُن کی بڑی بڑی تماطرین ہو رہی ہین، اور بڑے بڑے
اُمرا اپنے ساتھ ناچنے کا افتخار بخش رہے ہین۔

یہان کی عورتین مشرقی عورتون کی صحبت کی بیحد مشتاق ہین۔ اور آنکی
بیکسی کے قصے سُن کر نہایت متاثر ہوتی ہین۔ مین جانتا ہون کہ ابرار کو اسمین مشکل
کامیابی ہوگی۔ کیونکہ ابھی جبتک ملک الموت کی ایک گھری تو جہ نہ ہوگی
ہندوستان ان متعصب مجبور ہون سے پاک نہین ہو سکتا۔ انہین لازم ہے کہ
اسلام کو پوشیدہ طور پر کرین اور کسیکو اطلاع نہ دین۔ کیا تم انہین اتنی
مدد نہین دے سکتے کہ پیچھے سے اپنے ساتھ جن کی بیوی کو بمبئی تک پہونچا دو
جہاز پر سوار ہو جانے کے بعد پھر کوئی کچھ نہین کر سکتا۔ اگر مجھے اطلاع ملی تو
[illegible] تک آ کر لے جانے کے لئے تیار ہون۔ آئندہ موسم بہار مین میرا ارادہ
پیرس کی سیر کا ہے۔ پیرس یورپ کی جنت ہے۔ اور حسن و فیشن کی جان۔
کیا اچھا ہوتا کہ اسوقت تک ابرار میان مع اپنی بیوی کے پہونچ جاتے۔ اور
ہم لوگ اُنکا ہاتھ بغل مین داب کر فخر اور افتخار کے ساتھ اُس پُر لطف سیر کے
مزے اُڑاتے۔

ابرار کو یہ خط سُنا دو، اور اُن کے ارادے سے مجھے مطلع کرو۔

تم یہ خط [illegible] اور امامت جان کا تذکرہ کیا [illegible]
اگر تم چاہتے ہو کہ مجھے [illegible] تو انہین بجائے [illegible] بہت
[illegible] کردو [illegible] ایسے [illegible] اور سنگدل لوگ [illegible]
قانون [illegible] پہونچانا نہین چاہتا۔
حلقہ احباب مین میری یاد تازہ کردو۔ تمہارے لئے ایک [illegible]
[illegible] اور [illegible] بھیجتا ہون۔ امید ہے کہ [illegible]
مین پسند آئے گا۔ [illegible] جوتیان [illegible]

بھی کی گئین، میرا شکریہ قبول کرو۔ تم نے ابتک آم اور اناناس کا مربہ نہین بھیجا، جلد بھیجو، بعض لیڈیون سے مین نے دینے کا وعدہ کیا ہی۔ ڈاک کا وقت قریب ہی، اسلیے اور باتین دوسرے خط کیلیے محفوظ رکہتا ہون۔

مین ہون تمہارا دوست صادق
احسن

خط کے تمام ہونیکے بعد کچھ دیر تک بالکل خاموشی رہی۔ آخر رشید نے کہا "واللہ اس خط نے تو یورپ کی سیر کا اشتیاق دونا کر دیا۔ کیون بھائی ابرار تم کب جاؤ گے۔

ابرار۔ (سرد آہ کے ساتھ) کیا بتاؤن مین اپنے بس کا ہون۔ ابا جان کی راے کیپر کچھہ پلٹی ہوئی نظر آرہی ہے۔ کوئی چار پانچ دن ہوے احسن کے باپ گھر پر گئے تھے، انھون نے خدا جانے کیا کہہ سُن دیا کہ وہ بالکل ہی مخالف ہوگئے تاہم مین نا اُمید نہین ہون۔

منظور۔ اور جو کچھہ لطف ہے اُسکا کیا کہنا، سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ وہان ہزارون قسم کی شرابین ہوتی ہین، ایک سے ایک اچھی، اور پھر اسپر طرہ یہ کہ کسی کہین اللہ میان نے میری دعا سن لی، اور وہان پہونچا دیا۔ تو بس مزے آجائینگے مزے۔ پینے کا کیا ذکر ہے۔ تو سہی کہ شراب سے غسل نہ کیا اسپر سب ہنس پڑے اور حامد نے کہا" ارے بھائی یہ تو یہان بھی ہوسکتا ہی۔ پانچ چھہ روپے کی دیسی شراب منگالو۔ اور ایک مٹکے مین ملادو۔ بس اللہ اللہ خیر سلا۔ یہ بھی نہین تو محکمۂ آبکاری مین نوکری کرلو، روز ایک آدھ حوض مین غوطے لگالیا کرنا۔

منظور۔ لاحول ولاقوۃ۔ دیسی سے مجھے سخت نفرت ہے۔ وہ نہ پیا گھوڑے کا پیشاب پیا۔

رشید۔ آپ لگے شیخی کرنے، ہمیشہ ولایتی ہی تو پیتے ہونگے۔

ابرار۔ خیر ان فضول باتون کو جانے دو۔ ہان (حامد سے) تو اب کب احسن کو جواب دوگے۔

حامد۔ کل ہی خط لکھنے کا ارادہ ہے۔ مربے آج مین نے منگالیے ہین۔

ابرار۔ اُنھین میری طرف سے بہت بہت سلام شوق کے بعد لکھدینا کہ دعا کرین کہ مجھے میرے ارادون مین کامیابی ہو۔ اگر جی چاہئے تو اباجان کا بھی مختصر حال لکھدینا۔

حامد۔ اچھا۔ ہان بھائی ایک بات تم لوگون سے دریافت کرنا چاہتا ہون۔

ابرار۔ وہ کیا؟

حامد۔ کلاریٹ جو اُنھون نے بھیجی ہے۔ یہ تو شراب نہین ہوتی، کیون منظور تمہارا خیال کیا ہے۔

منظور۔ اسے شراب کون بیوقوف کہتا ہے۔ ایک مفرح عرق ہے۔

ابرار۔ نہین بھائی کلاریٹ، شیری، برگنڈی، پورٹ، شمپین، آیا پانا رونہ لیکر بیر یہ سب شرابین ہین۔

منظور۔ معقول۔ شراب کی تعریف یہ ہے کہ اُسمین سُکر ہو۔ انھین سے کسی مین سکر نہین ہوتا۔ خفیف سی خون مین گرمی ہوتی ہے۔ اور طبیعت خوش ہوجاتی ہے۔ بس۔ وجہ یہ ہے کہ انھین الکحال (روح الخمر) مطلق نہین ہوتا، اور اگر ہے بھی تو بہت ہی کم مقدار مین جو کسی قسم کی مضرت نہین پہونچا سکتا۔ البتہ جنمین الکحال زیادہ ہو وہ شرابین ہین۔ اور اُن سے مضرت بھی پہونچتی ہے۔ اسلیے وہ ممنوع اور حرام کی گئی ہین۔ مثلاً وہسکی، برانڈی، جن وغیرہ

حامد۔ تو کیا کلاریٹ پی سکتے ہین۔

منظور۔ بے لاگ، اور بغیر کسی فتوے کے۔ بس یون سمجھ لو کہ جیسی تاڑی ہے ویسی ہی یہ شرابین، تاڑی اور نبیذ کا پینا کسی حالت مین ممنوع نہین۔ بڑے بڑے متشرع، لمبی داڑھی والے مسلمان پیتے ہین، اور بڑے بڑے مولویون کے فتوے موجود ہین۔

رشید۔ ہان جیسے شراب الصالحین حلال ہے۔

منظور۔ بس بس۔

حامد۔ مگر شراب الصالحین مین تو کوئی کیفیت نہین ہوتی۔ اور تم کہتے ہو کہ انھین کچھ اثر ہوتا ہے۔

منظور۔ ہان اثر ہوتا ہے۔ مگر نہین کے برابر۔

حامد۔ تم جانو، عذاب، ثواب، تمہاری گردن پر ہوگا۔
منظور۔ ہاں ہاں میرا ذمہ۔ آئندہ ہفتے تک پہونچ جائے گی۔
حامد۔ امید تو ہے۔

چھٹا باب

چھ سات ماہ تک پھر کوئی ایسی قابل الذکر بات نہیں ہوئی جس سے ہمارے ناول کو خاص تعلق ہوتا۔ موسم بہار میں ایک شام کو محسن پارک میں جہاں وہ اکثر تفریح کو جایا کرتا تھا، ایک بنچ پر بیٹھا ہوا ہے۔ غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی ہلکی زرد شعاعیں، ترو تازہ شاداب اور گہری سبز گھاس کے میدان پر پھیلی ہیں۔ لوگوں کا ہر طرف ہجوم ہے، کچھ چہل قدمی کر رہے ہیں۔ بعض تھک کر گھاس اور بنچوں پر بیٹھ گئے ہیں۔ ایک طرف بال ہو رہا ہے، بچے خوش خوش کھیل میں مشغول ہیں۔ اسکولی لڑکوں کا غول ادھر ادھر گھوم رہا۔ کسی نے پھول توڑ لیا، کوئی گھاس پر دوڑ گیا۔ کسی نے کسی کو ڈھکیل دیا، کسی نے کسی کی ٹوپی اچھال دی، کوئی ماسٹر کی شکایت کر رہا ہے، دوسرا اس کی تعریف کرتا ہے۔ لیکن امتحان کے سوالات کا ذکر ہے۔ کہیں کسی سبجکٹ کے سہل مشکل ہونے پر مباحثہ ہے۔

اسی غول کے چند لڑکے اس طرف نکلے جدھر محسن بیٹھا ہوا تھا۔ محسن کو دیکھتے ہی سب کے سب ٹھہر گئے، اور تین چار نے ہم آواز ہو کر کہا آج تو مہینوں سے ملاقات ہوئی، تم تھے کہاں۔ محسن بھی مسکرا کر ٹھہرا ہوا ہے۔ اور بولا تم لوگ کہاں نکل آئے۔

ایک۔ ہم لوگ تو برابر گھومنے یہاں آتے ہیں۔
محسن۔ مگر آج کے سوا میں نے تمہیں نہیں دیکھا۔
دوسرا۔ کیا تم روز آتے ہو۔

محسن - ہان قریب قریب روز ہی آتا ہون -
تیسرا - تب تو یہ اَنی تعجب ہے یا ہم اندھے یا تم اندھے -
پہلا - کہو کیا کرتے ہو اور تم اسکول سے کیون غائب ہوگئے -
محسن - بتاؤن گا - تم اسکول جاتے ہو -
چوتھا - ہان یار ہم سب جاتے ہین - تم نے نام کیون کٹوا لیا -
محسن - اب اطمینان سے بیٹھو تو بتاؤن - (دوسرے لڑکیون کیطرف اشارہ کرکے) محمود تم تو بالکل
صاحب بہادر ہوگئے - کوٹ پتلون تو خیر ہیٹ بھی لگانے لگے -
محمود - اور تمنے یہ اپنی حالت کیا بنا رکھی ہے - [illegible] سب سے پہننے لگے -
چوتھا - یہ سب باتین پھر کر لینا ہان ذرا جلدی سے بتاؤ کہ تمنے اسکول کیون چھوڑ دیا -
محسن - فرصت آرام [illegible] تمہاری جلدی نہ گئی - اسی وجہ سے تو حساب نہین آتا - بھائی
اب مین گھر پڑھتا ہون - بیٹھو تو ساری حالت بیان کرون - [illegible] تو جاتے ہو تو ادھر
چوتھا - بیٹھے کون - پارک گھومنے کو جی چاہتا ہے [illegible] تم بھی ہمارے ساتھ چلو -
محسن - مین پھر کر تھک چکا ہون -
تیسرا - یہ یون نہین مانینگے انہیں زبردستی لیچلو (جوتے کیطرف اشارہ کرکے)
تم ایک ہاتھ پکڑو دوسرا مین پکڑتا ہون - بس ابھی تو یہ چلتے ہین -
(دونون ہاتھ پکڑ لیتے ہین)
محسن - (اچھا بھائی مین چلتا ہون - کھڑے ہوکر) چلو کدھر چلتے ہو -
محمود - کدھر کیا [illegible] (ایک طرف اشارہ کرکے) اسطرف گھومین -
(سب [illegible] چلے جاتے ہین)
محمود - مجھے تمہارے اس انگرکھے پاجامے پر بڑی ہنسی آتی ہے -
دوسرا - ارے میان یہ تو جیسا ہی ہندوستانی بنے ہین - مین نے ابھی دیکھا -
تیسرا - [illegible] ہین کیون محمود ؟
محمود - انکا کیا [illegible] ہی یہ بالکل جنگلی ہوگئے - اچھا پہلے ان سے یہ تو پوچھو کہ انھون نے
اسکول کیون چھوڑا اور گھر کیا پڑھتے ہین - انگریزی یا کچھ اور -
محسن - بھائی انگریزی پڑھتا ہون - ایک ماسٹر صاحب پڑھانے آتے ہین -

تیسرا۔ کیا پرائیوٹ انڑنس کے امتحان دینے کا ارادہ ہے۔
دوسرا۔ یار ہو نہ ہو بات یہی ہے۔
محسن۔ مین انڑنس کا امتحان نہین دونگا۔
محمود۔ پھر گھر پر انگریزی کیون پڑھتے ہو۔
محسن۔ انگریزی زبان سیکھنے کے لیئے۔
چوتھا۔ جب امتحان ہی نہین دینا ہی تو پھر انگریزی زبان سیکھنے سے کیا فائدہ۔
محسن۔ اچھا تم لوگ اسکول مین کیون پڑھتے ہو۔
تیسرا۔ انڑنس، ایف اے، بی اے، پاس کرینگے اور کیون پڑھتے ہین۔
محسن۔ پھر اس کے بعد۔
چوتھا۔ اس کے بعد کیا۔ یہی نوکری کرین گے، وکالت کرینگے۔ نام پیدا کرینگے دولت حاصل کرین گے اور کیا کرینگے
محسن۔ مجھے وکالت اور نوکری دونون نہین کرنی ہی۔ اسلیئے مین پاس کرنا نہین چاہتا
محمود۔ اچھا پھر کیا کروگے؟
محسن۔ میرا ارادہ تجارت یا زمینداری کرنے کا ہے۔
محمود۔ تو پھر یہ کیون نہین کہتے کہ دیا سلائی بیچونگا، ہل چلاؤنگا۔ ہان اس کیلیئے کسی امتحان کے پاس کرنیکی ضرورت نہین۔ پھر انگریزی فضول پڑھتے ہو اسے بھی چھوڑ دو
چوتھا۔ ہان دیا سلائی بیچنے یا ہل چلانے مین انگریزی جاننے کی کیا ضرورت۔
محسن۔ (مسکراکر) دیا سلائی بیچنا، ہل چلانا، غلامی سے تو کہین اچھا ہی۔
محمود۔ کیا نوکری غلامی ہے۔
محسن۔ بلکہ غلامی سے بھی بدتر۔
محمود۔ یہ لوگ جو ڈپٹی کلکٹر، تحصیلدار، نائب تحصیلدار، سب رجسٹرار، تھانیدار ہین۔ کیا یہ غلامی کرتے ہین۔ واہ میان محسن واہ، تم تو اسکول مین بڑے تیز تھے لیکن آج معلوم ہوا کہ دماغ مین گوبر بھرا ہوا ہے۔
محسن۔ (مسکراکر) تم ماشاءاللہ بڑے تیز ہوگئے ہو۔
چوتھا۔ خیر تعریف پھر کیجئے گا۔ پہلے جواب دیجئے۔

محسن - ہاں یہ سب غلامی کرتے ہیں - یہ سب اپنے افسرون کے غلام ہین - جو افسر حکم دے
انہین جھک مار کر کرنا ہوگا - چاہے اُس کے کرنے کو جی چاہے یا نہ چاہے -
محمود - اس طرح تو دنیا مین کوئی خالی نہین ہے - ہر شخص کو کسی نہ کسی کا حکم ماننا ہی پڑتا ہے -
محسن - وہ دوسری بات ہے - اور یہان دوسری حالت ہے - ان نوکر ایک ڈپٹی کلکٹر کے
سر مین درد ہوا یا بخار آ گیا - یا کسی دوست کی شادی بیاہ یا اور کسی تقریب مین شریک
ہونا ہے - اب جبتک افسر چھٹی نہ دے وہ ہل نہین سکتا -
چوتھا - ہان یہ ٹھیک ہے - ہمارے پچا ایلیا مین سب رجسٹرار ہین - انکا اکلوتا بیٹا مر گیا -
مگر چھٹی نہ ملنے کیوجہ سے وہ نہ اُسے دیکھ سکے اور نہ دفن مین شریک ہو سکے -
محسن - اب بتاؤ - اُسوقت انکا دل کیا کہتا ہوگا - اور انہین نے نوکری کو کتنا برا سمجھا ہوگا -
اگر اسوقت وہ تاجر ہوتے ، یا زمیندار ہوتے تو فوراً آ سکتے تھے - انہین کون روکتا -
محمود - تاجر ہوتے تو دوکان یا کارخانہ بند کرنا پڑتا - کیا اسمین نقصان نہ ہوتا -
محسن - ہوتا - مگر ایک دن کا رہن لیا - نوکری مین اگر ہی تو چھٹی نہ لیتے تو تنخواہ کٹ جاتی ہے
اور پھر یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ وہ دوکان یا کارخانہ کسی اور پر چھوڑ کر چلے آتے - نوکری
مین ایسا کہان ہو سکتا ہے -
تیسرا - اچھا یہ سب ٹھیک ہے - پھر تم انگریزی کیون پڑھتے ہو -
محسن - بادشاہ کی زبان ہے - اور بغیر اس کے جانے کام نہین چل سکتا -
محمود - تو کیا خالی انگریزی پڑھتے ہو یا پورا کورس -
محسن - مجھے کورس پڑھنے کی کیا ضرورت ہے - جتنا حساب روزمرہ کے کام مین آتا ہے وہ
جانتا ہی ہون اب خالی انگریزی زبان سیکھ رہا ہون - اتنا تو ہو گیا ہے کہ جیسا خط کہو لکھدون -
ایکسال اور پڑھنے کے بعد چھوڑ دونگا - اس عرصہ مین اچھی طرح آ جائیگی
محمود - اچھا اسکول چھوڑنے کیوجہ تو سمجھ مین آ گئی - اب اس انگرکھے پاجامے کی کیا وجہ ہے -
محسن - (مسکرا کر) تمہارے سوالات ختم نہین ہوتے - یہ لباس جو تم پہنے ہو کسکا لباس ہے -
محمود - ہمارے بادشاہ کا لباس ہے
محسن - ہان یہ ٹھیک ہے - لیکن مین یہ پوچھ رہا ہون کہ یہ تمہارا قومی لباس ہے یا نہین -
محمود - قومی لباس کیسا ؟

محسن ۔ یعنے تمہارے باپ دادا بھی یہی لباس پہنا کرتے تھے ۔

محمود ۔ وہ تو نہین پہنتے تھے ۔

چوتھا ۔ ارے میان اسوقت برٹش گورمنٹ کہان تھی جو یہ لباس پہنا جاتا ۔

محسن ۔ (مسکراکر) اچھا دادا کے زمانہ مین نہ سہی باپ کے زمانے مین تو تھی ۔ تو ان کے باپ بھی کوٹ پتلون پہنتے یا ہیٹ لگاتے ہین ۔

محمود ۔ ہان وہ تو نہین پہنتے ۔ پھر اس سے کیا ۔

محسن ۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ لباس ہمارا نہین ہی ۔ ہم ہندوستانی ، ہمارے باپ دادا ہندوستانی پھر ہم اپنا لباس چھوڑ کر انگریزون کا لباس کیون پہنین ۔

محمود ۔ آخر اسمین ہرج کیا ہے ۔

محسن ۔ کیون نہین ہی ۔ اور اگر کوئی ہرج نہین سمجھتے تو پھر انگریزون کیطرح شادی بیاہ کرو ۔ وہ شراب اور بیکن استعمال کرتے ہین تم بھی استعمال کرو ، چھری کانٹے سے کھانا کھاؤ ۔ پردہ سسٹم چھوڑ دو ۔ گرجے مین جاکر عبادت کرو ۔ آخر یہ سب کیون نہین کرتے

تیسرا ۔ ہم ہندوستانی ہوکر یہ سب نہین کر سکتے ، وہ عیسائی ہین ہم مسلمان یہ سب کیونکر اختیار کر لین ۔

محسن ۔ جب ہندوستانی ہوکر یہ سب کچھ نہین کر سکتے تو پھر انکا لباس بھی نہ پہنو ۔ وہ تو تمہارا لباس نہین پہنتے ۔ نہ تمہاری طرح رہتے ہین ، نہ ویسا کھانا کھاتے ہین ، نہ اسطرح شادی بیاہ کرتے ہین ۔ پھر تم کیون ایسا کرتے ہو ۔

چوتھا ۔ اسمین ایک فائدہ یہ بھی ہی کہ وہ ہمین اپنے قدم بقدم چلتا دیکھکر خوش ہوتے ہین

محسن ۔ یہ بات بھی غلط ہے ، وہ ہرگز خوش نہین ہوتے ۔ تم انکی نقالی کرتے ہو وہ کیونکر خوش ہو سکتے ہین ۔ دوسری بات یہ ہی کہ ہمارا ہندوستانی لباس کتنا آرام دہ ہے جسطرح مین پاجامہ پہنکر اٹھ بیٹھ سکتا ہون ۔ تم پتلون پہنکر تو ذرا اٹھو بیٹھو کالر سے کتنی تکلیف ہوتی ہے گردن کسی ہوئی ہے ، نہ ادہر پھیر سکتے ہین ، نہ ادہر ۔ جوتے کو دیکھو تو دس منٹ سے کم مین باندھ نہین سکتے ۔ ان تمام خرابیونکے علاوہ روپے بھی زیادہ صرف ہوتے ہین ۔ جتنے مین ایک اچھا سوٹ تیار ہے اُتنے مین کم سے دس جوڑے اچھے ہندوستانی کپڑے تیار ہو سکتے ہین ۔ جتنا ایک کالر کا دام ہوتا

اتنے میں اچھا خاصہ کرتا بنوالو، ایک بوٹ کی قیمت میں پانچ عمدہ ہندوستانی جوتے خرید لو۔
اب تمہیں لوگ فیصلہ کرو کہ کون لباس اچھا ہے۔
محمود۔ تم تو اچھے خاصے اسپیکر (مقرر) ہوگئے، یہ سب خیالات کسنے بتائے ہیں۔
محسن۔ روز ایک گھنٹہ رات کو ابا مجھ سے ان تمام باتوں پر بحث کرتے ہیں۔
چوتھا۔ اچھا، تھری چیرز فار محسن، ہپ ہپ ہُرے، ہپ ہپ ہُرے، ہپ ہپ ہُرے۔
تیسرا۔ لو اس تقریر کے انعام میں تمہیں ایک نفیس اجینشین سگرٹ نذر دیتا ہوں۔
محسن۔ تمہارا شکریہ۔ لیکن میں سگرٹ نہیں پیتا۔
محمود۔ ہائیں! تم سگرٹ بھی نہیں پیتے، بالکل بھگت ہوگئے۔ کیا پان کھاتے ہو؟
محسن۔ ہاں پان کھاتا ہوں۔
چوتھا۔ اِن کی جو بات ہے وہ اُلٹی۔ جو پینے کی چیز ہو وہ تو چھوڑ دی۔ اور جو چھوڑنے کی چیز ہے اُسے نہ چھوڑا۔
تیسرا۔ یہ تو اسکول میں بھی پان کھایا کرتے تھے، کئی دفعہ ماسٹر بگڑے تمہیں یاد نہیں۔
محمود۔ ہاں بھول گیا تھا۔ پرائیز ڈسٹری بیوشن (تقسیم انعام) کے دن ان پر بڑی خفگی ہوئی تھی۔ کیوں؟
محسن۔ (مسکرا کر) اسکولوں میں جسقدر پان کی ممانعت ہے اُسیقدر سگرٹ کی نہیں، حالانکہ سگرٹ پان سے کہیں زیادہ نقصان پہونچاتا ہے۔
چوتھا۔ پان سے تمام دانت کمزور ہوجاتے ہیں اور کیسے بدنما معلوم ہوتے ہیں۔
محسن۔ لیکن سگرٹ سے تو پھیپھڑہ خراب ہوجاتا ہے۔ اور منھ سے بو الگ آتی ہے۔
کیوں بھائی ضیاء الدین (تیسرے کا نام ہے) تم تو سگرٹ کے پرانے شائق ہو یہ تو بتاؤ آخر اسمیں مزہ کیا آتا ہے۔
ضیاء الدین۔ ایمان کی بات تو یہ ہے کہ کوئی مزہ نہیں۔
محسن۔ پھر کیوں پیتے ہو۔
ضیاء الدین۔ اب تو عادت ہوگئی ہے۔ مگر پہلے پہل فیشن کے خیال سے لینے اور لڑکوں کو پیتا دیکھکر میں بھی پینے لگا تھا۔
محمود۔ اچھا اب تو ان کی جان چھوڑ دو، تم لوگوں نے تو آج بکوا ڈالا۔

محسن - بڑی خوشی ہوتی - اگر تم سب بھی میرے ایسے خیال کے ہوجاتے -
چوتھا - تمہاری بہت سی تو باتین سمجھ مین آئین - دیکھو مین آج رات کو ابا جان سے
تمہاری ملاقات کا ذکر کرونگا - دیکھیں تمہارے خیالات کے متعلق وہ کیا کہتے ہین -
محسن - بھائی محمود تم بھی کچھ سمجھے -
محمود - ہاں ضرور سمجھا - اسپر غور کرونگا - کبھی کبھی ملا کرو - تم نے تو ملنا ہی چھوڑ دیا ہے
محسن - مین یہاں اکثر آجاتا ہون - یہی ملاقات کی سب سے اچھی جگہ ہے - دیکھو اب
سات بجتے ہین - آج زیادہ دیر ہوگئی - شاید ماسٹر صاحب آگئے ہون - اچھا اب رخصت
محسن سبھوں سے رخصت باری باری ہاتھ ملا کر گھر کی طرف روانہ ہوگیا -

ساتوان باب

یوسف بڑا اس فکر مین تھا کہ محسن کیلئے کس تجارت کا انتخاب کرے کا اس نے
احمد حسین کو کئی متواتر خطوط لکھے کہ وہ دو ایکدن کیلئے چلے آئیں تاکہ باہم صلاح و مشورہ
سے کوئی تجویز کیجائے - مگر احمد حسین کچھ ایسے ضروری کامون میں پھنسے رہے کہ انھیں
مہلت نہ ملسکی - تھوڑی ایک ہفتے کا عرصہ ہوا کہ احسن ولایت سے بیرسٹری پاس کرکے
واپس آگیا - مگر وہ گھر پر والدین سے ملنے تک نہ آیا - انگلستان سے ... بنگلہ میں
سکونت اختیار کرلی ہے - یوسف نے صاحبزادے کی نالائقی کا سارا حال ...
لکھا اور ان پر بہت زور دیا کہ جسطرح ممکن ہو دو ایکدن کے لئے چلے آئین - آج
کی گاڑی سے وہ آئے ہین - دن کے دس بجے ہین - احمد حسین کھانے سے فارغ
آرام کرسی پر لیٹے ہوئے حقہ پی رہے ہین اور یوسف قریب ہی ... پر بیٹھا ہے
یوسف - بھائی صاحب ... -
احمد حسین ... لیکر اور ... یکایک مشتعل ہوگئے ... غالب ...
مین اعتدال ... حالت ہے صرف کوئی سفر تھا - مگر طبیعت ...
کہ معلوم ہوتا ہے ہفتوں سفر کیا ہے -
یوسف - ... طبیعت شکستہ ہوگئی ہو -

احمد حسین - نہین بھائی میرا درجہ تو خالی تھا۔ کچھ دیر کیلئے نیند بھی آگئی تھی اسپر یہ حالت ہی۔ اگر نہ سویا ہوتا تو خدا جانے کیا حال ہوتا۔

یوسف - ریل کے جھکولون سے بھی تکان آتی ہے۔

احمد حسین - بھائی جان جھکولے وھکولے کچھ نہین - سارا سبب ضعیفی ہی اور بس -

یوسف - سچ ہے۔ سب ایکطرف اور ضعیفی ایک طرف - اچھا اب تم تھوڑی دیر آرام کر لو۔ چار بجے پھر باتین ہونگی -

احمد حسین - ہان محمود ایسا ہی کرنا پڑیگا -

یوسف - اچھا تم آرام کرو - مین اب گھر مین جاتا ہون

چار بجے یوسف باہر آیا اُس نے احمد حسین کو نماز مین مشغول پایا - نماز ختم ہوجانے کے بعد یوسف نے پوچھا "اب مزاج کیسا ہے؟"

احمد حسین - الحمد للہ شکر ہے، بالکل اچھا ہون -

[illegible] نے نوکر کو حقہ لانے کے لیے حکم دیا - حقہ آیا، اور احمد حسین نے دو چار کش پیکر کہا [illegible] مین تیار ہون -

یوسف نے نوکر کو آواز دی -

نوکر - (کمرے مین آکر [illegible])

یوسف - اگر کوئی مجھسے ملنے آئے تو کہدینا [illegible] اسوقت ضروری کام مین مشغول ہین، مل نہین سکتے -

نوکر - بہت خوب (جاتا ہے) -

یوسف - اب اطمینان سے گفتگو ہوگی - ہان بھائی تو تم نے محسن کیلئے کیا سوچا ہی -

احمد حسین - [illegible] نے کچھ غور کیا ہے -

یوسف - مین کیا غور کرتا - مین [illegible] تجارت کی، اور [illegible] کے رموز کو سمجھ سکتا ہون -

احمد حسین - [illegible] تجارت [illegible] قسم کی ہے، [illegible] - ایک تو غیر ملکون کی مصنوعات منگا کر فروخت کرنا - اور دوسرے اپنے [illegible] ملک کے اشیا کی تجارت - انمین سے تم کسے پسند کرتے ہو -

یوسف - [illegible] تو کٹھا سوال ہے - کوئی سمجھدار اسے کب پسند کریگا [illegible] وہ اپنے [illegible] مجبور [illegible]

نے ہمین قدم قدم پر غیر ملک کی مصنوعات کا محتاج بنا رکھا ہے۔
احمد حسین۔ صحیح ہے۔ آج غیر ملک والون کے ہاتھ ادنیٰ قیمت لیکر روئی، چمڑہ، سن لکڑی وغیرہ بیچتے ہین۔ اور پھر انہین چیزون کو اُن سے بخوشی دس گنی قیمت دیکر خریدتے ہین۔ اس انقلاب کا تو صدیون مین علاج ہوگا۔ سردست اس سے قطع نظر ہی مناسب ہے۔ ہان تو تمہاری رائے غالبًا یہ ہے کہ غیر ملکون کے مصنوعات کی تجارت کی جائے ؟ ہون ؟
یوسف۔ یہی کرنا پڑیگا۔ کیونکہ ہماری ملکی تجارت تو بالکل مردہ ہو رہی ہے، اُسمین کیا خاک فائدہ ہوگا۔
احمد حسین۔ مگر بھائی مین اس کے خلاف ہون۔ یہ صحیح ہے کہ غیر ملکی مصنوعات کی تجارت زیادہ رائج ہے۔ مگر یہ حقیقتاً تجارت نہین، دلالی ہے۔ ہم ایک شخص سے اس کے گھر کی بنائی ہوئی چیز خریدتے ہین اور دوسرے کے ہاتھ کچھ نفع لیکر بیچ ڈالتے ہین اسمین کیا خاک نفع ہے۔ اور فرض ہی کر لو کہ ہے تو اس سے ہمارے ملک کو کیا فائدہ پہونچا۔
یوسف۔ ہم اس قابل ہی نہیں رہے کہ اپنے اہل ملک کو فائدہ پہونچا سکین، آخر ہر شخص جانتا ہے کہ روزمرہ کے استعمالی کپڑے جو منچسٹر اور جرمنی وغیرہ سے آتے ہین اگر ہندوستان مین بنتے تو اہل ملک کو کتنا فائدہ پہونچتا۔ ہزارون کارخانے کھلتے ہمارے سیکڑون بیکار بھائی انمین کام کرتے، مگر کارخانے قائم ہون تو کیسے مشینیں کہان سے آئین۔ انہین ایجاد کون کرے، کپڑے کیونکر بنے جاتے ہین اسے کیونکر سیکھین، اور اگر سیکھنا بھی چاہین تو بتائے کون۔ ایک مجبوری ہے ؟ مجبوریون کے پہاڑ ہین ؟
احمد حسین۔ مین ان تمام مشکلون کو سمجھ چکا ہون، لیکن ابھی ایسی تجارتین موجود ہیں جو ہین اور ہمارے اہل وطن کو فائدہ پہونچا سکین۔
یوسف۔ مجھے تو امید نہین ہے کہ ایسی کوئی تجارت باقی رہگئی ہو، اور شاید اگر کوئی ہو تو وہ سرسبز نہین ہو سکتی۔ کیونکہ ہمین۔ کیونکہ ہمین غیر ملکی تجارتون سے مقابلہ کرنا ہوگا جن کی کامیابی کا راز کلین ہین۔ اور انہین کے ہم محتاج ہین۔ ہاتھ اور کل کی بنا ہوئی چیزین بازار مین ایکدوسرے کے مقابلہ پر کیونکر بیچی جا سکتی ہین۔
احمد حسین۔ یہ بالکل درست ہے۔ ایسی تجارتین جنکا انحصار کلون پر ہے ابھی ہمارے

لیے مفید نہین - بلکہ ہمین ایسے ذرایعے سوچنے چاہئین کہ بغیر کلون کے ہم کوئی مفید اور فائدہ بخش کام شروع کر سکین -

یوسف - مشکل ہی - بعض دستکاریان ہین - مگر تجارت تو ایسی کوئی نہین ہی -

احمد حسین - تم نے خیالات دور دور تک دوڑائے ہین اور اس پیش پا افتادہ بات پر غور نہین کیا ہے - مین اسوقت گھی کی تجارت کو ہندوستان کیلئے بہترین تجارت خیال کرتا ہون - روز بروز گھی کسقدر مہنگا ہوتا جاتا ہے اور پھر خالص نصیب نہین ہوتا - خدا جانے چربی، مونگ پھلی کا تیل اور کیا الم غلم ملایا جاتا ہے اگر اصلی اور خالص گھی ملے تو ہم آپ کچھ زیادہ قیمت دیکر بخوشی لینے کیلئے تیار ہو جائین -

یوسف - ہان یہ صحیح ہے - مگر یہ کوئی عمدہ تجارت نہین -

احمد حسین - تم نے ابھی اس کے ہر ایک پہلو پر غور نہین کیا ہے - اسمین بیحد فوائد اور آسانیان ہین - اتنا تو تم فوراً سمجھ لوگے کہ اس کیلئے کسی قسم کے کل کی ضرورت نہین ہے - ہماری پرانی ہندوستانی کلین یعنے مٹکا اور متھنے کی لکڑیان کافی ہین اور کسی چیز کی حاجت نہین - دوسرا امر یہ ہے کہ تھوڑے روپون سے شروع کرکے اعلے پیمانہ پر پہونچائی جاسکتی ہے - اور جلد - تیسرا خیال ایک اور ہے جو سب آخر مین بیان کرونگا -

یوسف - یہ شہر مین تو شروع کی نہین جاسکتی، اسکے لئے دیہات ضروری ہے اور پہاڑ کا دامن اور دریا کا کنارہ نہایت موزون -

احمد حسین - پہاڑ اور دریا اسقدر ضروری نہین ہی جسقدر دیہات لازمی ہے -

یوسف - مگر سوال یہ ہے کہ چارے کا انتظام کیا ہوگا - مثلاً فرض کرلیجیے - آپکے پاس تین چار سو گائے اور بھینسین ہوئین تو یہ سال بھر کیا کھائینگی، ممکن ہی برسات کے تین مہینون تک انہین چارہ کی قلت نہ ہو، لیکن نو مہینے کی طویل مدت کے لئے کیا ہوگا -

احمد حسین - ہمین اسکے لئے چری کی کاشت کرنا ہوگی - اور اس صورت سے نو ماہ کا چارہ ہر سال قبل ہی سے مہیا کرلیا جائیگا - دیہاتون مین بکثرت ایسی زمین ہین جنہین اوسر یا بنجر کہتے ہین، جنمین کسی قسم کا غلہ نہین بویا جاتا - ایسی زمینین

تھوڑی سی محنت کے بعد چری کی کاشت کے قابل ہوسکتی ہین۔
یوسف۔ ہان یہ صورت ہوسکتی ہے۔
احمد حسین۔ تم جانتے ہو عموماً بھینس کتنا دودھ دیتی ہے۔
یوسف۔ جہان تک مین خیال کرتا ہون پندرہ بیس سیر روزانہ دیتی ہی۔
احمد حسین۔ پندرہ کی اوسط ٹھیک ہی۔ اور یہ مقدار دودھ کی وضع حمل
تین چار ماہ قبل تک رہتی ہے۔ اس مدت کے بعد بھی یہ نہین ہوتا کہ دودھ بالکل
ختم ہوجائے۔ بلکہ بچہ ہونے کے کچھ دنون قبل تک دودھ ہوتا ہے۔ جسے پیوس
یا پیونس بولتے ہین اور یہ زیادہ تر کھویا بنانے کے کام مین لایا جاتا ہی۔
یوسف۔ ایک سیر دودھ مین سے کتنا گھی نکالا جاسکتا ہے۔
احمد حسین۔ کم از کم ایک چھٹانک۔ اب اسی پہ حساب لگالو کہ ایک بھینس کے
دودھ سے روزانہ کتنا گھی حاصل کیا جاسکتا ہی۔
یوسف۔ کتنے دنون کے بعد بھینس دودھ دینے کے قابل ہوجاتی ہی۔
احمد حسین۔ پیدایش سے زیادہ سے زیادہ تین برس بعد۔
یوسف۔ اور بچے کب دیتی ہے؟
احمد حسین۔ ہر دوسرے سال۔ اب تم نے غور کیا کہ اسمین کتنے فائدے مضمر
ہین اور سنو۔ اس کی کوئی شے بیکار نہین جاتی۔ گوبر سے نفیس اور عمدہ کھاد بغیر
محنت کے تیار ہوسکتی ہی۔ مرجائے تو کھال اور ہڈیان ہمین کچھ نہ کچھ دیجاتی ہین
بھینسون (نر بھینس) کو تم فروخت کرسکتے ہو۔ غرضکہ یہ ہمارے لئے ایک نعمت ہے۔
یوسف۔ گائے کا دودھ عمدہ ہوتا ہے یا بھینس کا۔
احمد حسین۔ بھینس کا دودھ گاڑھا ہوتا ہی۔ مگر زیادہ مفید گائے کا ہی۔
یوسف۔ بھینس زیادہ قیمتی ہوتی ہین۔ کیا یہ کام گائے سے نہین لیا جاسکتا۔
احمد حسین۔ ہان بھینس کا دام عموماً گائے سے زیادہ ہوتا ہی۔ چونکہ بھینس
زیادہ دیتی ہے اسلئے مین نے اُسے گائے پر ترجیح دی، ورنہ عمدگی اور لذت میں
گائے کے گھی کے آگے بھینس کا گھی کچھ نہین ہے۔
یوسف۔ تم نے دیکھا ہوگا آجکل ہندو اخبارون مین گاؤکشی کے انسداد کی

کوشش کیجا رہی ہے۔ تمہارا اس کے متعلق کیا خیال ہے۔

احمد حسین۔ بھائی مین بھی اس انسداد کا حامی ہون۔

یوسف۔ تم حامی ہو! مسلمان ہوکر

احمد حسین۔ معقول! مسلمان ہون تو کیا ہوا اگر کوئی اچھی بات ہو تو اُسے نہ ماننا چاہیئے۔

یوسف۔ آخر مسلمان گاؤکشی کیون چھوڑ دین۔ خواہ مخواہ ڈرانے دھمکانے سے زبردستی۔

احمد حسین۔ ہم لوگ ایسی حکومت مین ہین کہ ڈرا دھمکا کر یا زبردستی ہم سے کوئی کام نہین لیا جاسکتا۔ بلکہ ہم اسلئے اسے چھوڑ دین کہ اسمین ہمارا اور [illegible] کا فائدہ ہے۔

یوسف۔ [illegible]؟

احمد حسین۔ [illegible] گاؤن [illegible] ذبح ہوجانے سے ایک تو یہی نقصان پہونچ رہا ہے کہ گھی اور دودھ روز بروز گران ہوتا جاتا ہے۔ اگر آج انہین بند ہوجائے تو یقینی دودھ اور گھی کی ارزانی ہو۔

[illegible] لیکن مسلمان [illegible] کرتے۔ انگریز [illegible] فوج مین بھی تو یہی [illegible] استعمال ہوتا ہے صاحب لوگ کیون چھوڑین گے

احمد حسین۔ وہ چھوڑین تو [illegible]۔ ہمارے چھوڑ دینے سے کچھ تو کمی ہوہی ہوگی۔

یوسف۔ پھر چمڑا گران ہوجائیگا۔

احمد حسین۔ اول تو [illegible] نہین سکتا۔ مردہ گائے کا چمڑا کام مین لایا جاسکتا ہے۔ اور اگر یہی کیا تو کیا مضائقہ ہے۔ اسمین ہماری کون زندگی کی ضرورت اٹکی ہوئی ہے۔

یوسف۔ مردہ جانور کا چمڑا بیکار ہوجاتا ہے۔

احمد حسین۔ یہ سب سنائی باتین ہین۔ کون کہتا ہے کہ بیکار ہوجاتا ہے۔

یوسف۔ اسطرح سے جو انکی زیادتی ہوگی تو کیا [illegible] کو کھانے [illegible] آپکا [illegible] حالت [illegible] اکثر مولیشی چارے کی قلت کی وجہ سے ہر سال [illegible]

احمد حسین۔ انکا یہ انتظام ہوسکتا ہے کہ [illegible] وقف کریں [illegible] پیدا نہین ہوسکتی۔

یوسف۔ یہ سب انتظام [illegible] کرینگے۔ ہان بقرعید کی قربانی کیلئے [illegible] کردیا ہے کی۔ سال مین ایک بار تو [illegible] ہوگا۔

احمد حسین - کیا گائے کی قربانی فرض ہے؟
یوسف - نہیں فرض تو نہیں ہے - دنبہ، بھیڑ، بکری، اونٹ سب ذبح کیے جاتے
ہیں - مگر ایک رسم کا خیال ہے۔
احمد حسین - رسم کا خیال بہت خوب کہی - جس رسم کا تمہیں اتنا خیال ہے، تم جانتے ہو کہ
ہادی برحق نے اُس کے متعلق کیا ارشاد فرمایا ہے۔
یوسف - جناب رسولؐ نے کیا فرمایا ہے۔
احمد حسین - تم اس مشہور اور معتبر حدیث کو نہیں جانتے، "لُحُومُ الْبَقَرِ دَاءٌ وَ
سَمْنُهَا دَوَاءٌ وَ لَبَنُهَا شِفَاءٌ" (گائے کا گوشت بیماری ہے۔ گھی دوا ہے
دودھ شفا ہے) صرف یہی ایک نہیں بلکہ ایسی چار پانچ حدیثیں موجود ہیں - اور جتنے
راوی ثقہ ہیں - حضرت علیؑ کے بھی اس کے متعلق اقوال موجود ہیں - اب تم ہی
فیصلہ کرو کہ جس کے گوشت کے متعلق رسول خدا کا یہ ارشاد ہو اسکی قربانی کس
مناسب ہے - کوئی شک نہیں کہ گائے کا گوشت حرام کر دیا جاتا ہے لیکن اسی حالت میں
گھی، مکھن سب چیزوں سے محروم ہو جاتے کیونکہ پھر وہ بھی حرام تھے، محض اس
سے خدا نے اسے حرام نہیں فرمایا - اور اپنے رسول کو یہ حکم دیا کہ اُس کے گوشت کو
بے تعبیر فرمائیں - تاکہ مسلمان اس سے بچیں اور پرہیز کریں اور گھی دودھ وغیرہ
فائدہ اٹھائیں - یہ تو جو کچھ کہا مذہبی خیال سے تھا۔ اب اگر طبّی دیکھو تو اسکے گوشت
یہ تعریف ہے "غیر طبعی" ذرا اس لفظ پر غور کرنا "غیر طبعی" بات "صفرا و سودا و ریاح"
خون پیدا کرنے والا" سمجھے، اور سنو "آشوب چشم، درد سر، درد دندان، بواسیر
پیدا کرتا ہے"۔ (یوسف کی گھبراہٹ سمجھ کر) ابھی سب سے زیادہ مہلک اور قاتل صفت
نے بتائی نہیں اور تم پریشان ہو گئے" انگلہ کسے کہتے ہیں جانتے ہو؟
یوسف - نہیں میں نہیں جانتا۔
احمد حسین - آکلہ انگریزی میں اسے کینسر کہتے ہیں - یہ ایک زخم ہوتا ہے جو منہ پر
ہو جاتا ہے - پہلے دانت کی جڑ یا گال میں اندر کیفیت ذرا سی جلد پھیل جاتی ہے
بڑھ کر تمام جبڑے کے گوشت کو سڑا دیتا ہے - زخم میں تعفن ایسی ہوتی ہے کہ خدا
پناہ، بیمار کے کمرے میں ٹھہرنا یا اس سے بات کرنا غیر ممکن رفتہ رفتہ زہر خون میں

کرتا ہی اور ہر مریض کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یہ کمبخت مرض اکثر بلکہ ہمیشہ انھین کو ہوتا ہی جو لوگ عموماً گائے کا گوشت استعمال کرتے ہین۔

یوسف۔ تم نے طبیعت پریشان کردی۔ آج سے مین بھی کبھی نہ چھوؤن گا۔

احمد حسین۔ نہایت خوشی کی بات ہے۔ مسلمانون مین اعلیٰ طبقہ کے لوگ تو اسے کھاتے ہی نہین، ادنیٰ درجون مین البتہ اسکا زیادہ رواج ہے۔

یوسف۔ عام طور سے تو ادنیٰ ہی درجہ کے لوگ کھاتے ہین۔

احمد حسین۔ گھی اور دودھ کی ارزانی کے علاوہ اور یہ فوائد ہین کہ ملک مین بیل زیادہ ہونگے اور ان سے زراعت مین بہت مدد ملے گی۔ ہمارے پڑوسی ہندو بھائی ہمارے اس شریفانہ فعل سے کسقدر محظوظ ہونگے اگر ہمنے کرنا اختیار کیا اور آئے دن کے ہندو مسلمان کے جھگڑون کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہوجائیگا۔ اس اتحاد اور یکجہتی سے جو کچھ ملکی ترقیان ہون گی تم انھین بخوبی سمجھ سکتے ہو۔

یوسف۔ صحیح ہے۔ مگر ہندو چاہتے ہین کہ ہم جبرًا اور زبردستی مسلمانون سے یہ اختیار کو چھین لین۔ یہ انکی ایک پولیٹکل غلطی ہے۔

احمد حسین۔ اگر انکا ایسا خیال ہے تو بیشک غلط ہے۔ کیونکہ جو کام صلح و آشتی اور میل جول سے ہو سکتا ہے وہ زبردستی اور مخاصمت سے نہین ہو سکتا۔

یوسف۔ ہندوؤن کو لازم ہے کہ وہ بھی نفرت انگیز رسم کو چھوڑ دین جسے مسلمان عام طور پر ناپسند کرتے ہین اور وہ اسے برا سمجھتے ہین۔

احمد حسین۔ اس بات کے معقول ہونے مین کوئی کلام نہین ہے۔ لیکن مین تو مسلمانون کو یہ صلاح دونگا کہ وہ اپنا ایثار نفس دکھائین۔ اور اپنے ہندو ہمسایہ کو بتادین کہ ہم نے اس رسم کو بالکل بے غرضانہ طریقے سے چھوڑا ہے۔ اسمین خود غرضی کا کوئی شائبہ نہین سمجھے۔ ہمارے ہندو بھائی بھی شریف ہین وہ ضرور شرافت کا جواب شرافت سے دینگے۔

یوسف۔ خیر اسمین تمہاری کیا رائے ہے محسن سے اس تجارت کے متعلق رائے لون۔ امید ہے کہ وہ پسند کرے کیونکہ اسکا دیہات مین جی بھی بہت لگتا ہے شہری زندگی اسے بہت کم پسند ہے۔

احمد حسین - ضرور پوچھو - بلکہ میرے سامنے پوچھو - اگر اُسے اطمینان نہ ہوا تو سمجھا دون گا -

یوسف - ہان اچھا اب یہ بتاؤ کہ احسن کے پاس جانا چاہیئے یا نہین - اسکی والدہ نے تو میرا ناک مین دم کر رکھا ہے - جب سے اسکے آنے کی خبر سنی ہے روتے روتے برا حال کر ڈالا ہے - کہتی ہین کہ اگر تم نہ گئے تو مین خود چلی جاؤن گی -

احمد حسین - محسن ملنے گیا تھا -

یوسف - ہان اُس کیساتھ سرد مہری کا برتاؤ کیا - اور اپنی مان یا میرا کسی کا حال نہین پوچھا -

احمد حسین - اسقدر دماغ خراب ہوگیا ہے -

یوسف - لیکن باوجود ان تمام باتون کے محسن کی والدہ ویسی ہی پریشان ہین

احمد حسین - محبت مادری عجیب شے ہوتی ہے - خیر چلو ہم تم دونون چلین - دیکھیں حالت ہی ممکن ہے اُسے اسکا رنج ہو کہ اخراجات مین کمی کی گئی خطوط بھی بند کر دیئے گئے و ہندوستان مین واپس آنے پر بھی کسی نے خبر نہ لی - اسطرح یہ شکایت رفع ہو جائے گی -

یوسف - اسوقت تو شام ہوگئی - کل صبح چلین -

احمد حسین - ہان اور کیا -

آٹھوان باب

دوسرے دن صبح کو ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد، ٹم ٹم پر سوار ہو کر احمد حسین یوسف، احسن کے بنگلہ کیطرف روانہ ہوئے - قریب قریب بالکل راستہ نہایت خاموشی سے طے ہوا، دونون گہری فکرون مین مستغرق تھے انگلش کوارٹرز کے بعد یوسف نے کہا "مسٹر فاکس کے بنگلے کے قریب محسن نے بتایا تھا"

احمد حسین - ہان - (سائین بورڈ پڑھکر) مسٹر فاکس کا بنگلہ تو وہ ہے داہنی طرف -

محسن۔ ہان اسی کے قریب ہی کہین ہوگا۔
ٹمٹم اور کچھ دور بڑھائی گئی۔ احمد حسین نے کہا "وہ کیا ہی" احسن بار ایٹ لا
تو صاف لکھا ہوا ہے۔ دونون اتر پڑے۔ اور سائیس کو حکم دیکر کہ ٹمٹم کسی درخت کے
سایہ مین کھڑی کردے۔ بنگلے کیطرف بڑھے۔ خادم ان لوگونکو اسطرف بڑھتے دیکھکر قریب
آیا اور مودبانہ سلام کر کے بولا "سرکار کو صاحب سے کچھ کام ہے؟"
یوسف۔ "صاحب" کے لفظ پر ذرا اینٹھ کر بولا کہ "تمہارے لاٹ [illegible] صاحب
کہان ہین۔ بنگلے مین ہین؟"
خادم۔ صاحب بنگلے مین ہین۔ آپ اپنا کارڈ دیدین تو مین اطلاع کردون۔ صاحب کا
حکم ہے کہ بلا اطلاع کوئی اندر نہ آنے پائے۔
یوسف۔ وہ کمرہ کون ہے جسمین صاحب ہین۔
خادم۔ حضور یہی سامنے والے کمرے کی بغل مین۔ اگر حضور کے پاس کارڈ نہ ہون
تو مجھے نام بتادین مین جاکر اطلاع کئے دیتا ہون۔
یوسف۔ بہت اچھا ہمارے لئے اطلاع کی ضرورت نہین۔
یہ کہکر یوسف اور احمد حسین جلد جلد آگے بڑھے اور [illegible] بغل کے
کمرے مین داخل ہوگئے۔ احسن ایک میز کے پاس بیٹھا ہوا کچھ لکھ رہا تھا۔ یوسف
اور احمد حسین کو اسطرح بیدھڑک کمرے مین آتے دیکھکر آگ بگولا ہوگیا۔ جھنجھلاکر یوسف سے
مخاطب ہوا اور بولا "ہان مجھے افسوس ہے کہ آپ بغیر اطلاع کمرے مین چلے آئے"
یوسف۔ ہان ہمنے اطلاع کی ضرورت نہین سمجھی۔
احسن۔ کسی جنٹلمین کے پرائیوٹ کمرے مین یون چلا آنا سخت بدتہذیبی ہے۔
افسوس آپلوگ (ٹیکٹ۔ تہذیب) سے بالکل ناواقف ہین۔
یوسف۔ (احمد حسین سے) واقعی غریب ولایت جاکر بالکل بدلگیا۔ آپ دیکھیے
ابھی ابھی تک مزاج کی اصلاح نہین ہوئی۔
احسن۔ ایک تو آپ بغیر اطلاع کمرے مین چلے آئے اور اب مجھے پاگل بناتے
ہین۔ مین اسقدر (انسلٹ) (توہین) برداشت نہین کرسکتا۔ مہربانی فرماکر آپ
مجھے بتائین کہ آپکی تشریف لانے کی غرض کیا ہے؟

یوسف - ہماری کوئی غرض نہیں ہے، ورنہ دیوانہ سے سمجھدار کو کوئی غرض ہوتی ہے۔

احسن - دیکھئے ابا جان اب آپکی توہین ناقابل برداشت ہوتی جاتی ہے میں اسقدر عرض کرنیکی جرات کر سکتا ہوں کہ اگر آپ کو کوئی ضرورت نہیں ہے تو میں اپنا قیمتی وقت فضول باتوں میں ضائع کرنا پسند نہیں کرتا۔

یوسف - تمہیں ضائع کرنا ہوگا۔

احسن - آپ کو ایسا کہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

یوسف - نہ ہو (ڈنڈا سنبھال) لیکن اب میں زبردستی پیدا کر دونگا اور اس ڈنڈے سے پیدا کر دونگا۔

احسن - کیا آپ دست درازی سے باز نہیں آئینگے۔

یوسف - ہرگز نہیں۔

احسن - تو کیا مجھے پولیس سے مدد لینے کی ضرورت پڑے گی۔

یوسف - مگر مدد لینے سے قبل تمہاری پسلیاں تو درم کر دی جائیں گی۔ ناخلف، مردود، تجھے ایسا کہتے شرم نہیں آتی۔

حسین - احسن تمہاری کیا حالت ہے۔ باپ کیسا تھ ایسے الفاظ کیا مہذب قوموں کی یہی تعلیم ہے بے شرم کہیں شرم ایمان سے انسان گئے تھے مگر افسوس وہاں سے سخت بد تہذیب اور گستاخ حیوان بنکر آئے ہو۔

احسن - آپ کو ایسے الفاظ استعمال کرنے نہیں چاہئیں مجھے آپکی نصیحت کی ضرورت نہیں ہے اور نہ آپ کو ایسے سخت اور بد تخراش الفاظ استعمال کرنے کا کوئی حق ہے افسوس ہے اسوقت لندن نہ ہوا ورنہ آپ کو معلوم ہو جاتا کہ کسی جنٹلمین کیلئے ایسے الفاظ کا استعمال کتنا بڑا قانونی جرم ہے۔ آخر آپ کیا چاہتے ہیں؟

یوسف - کچھ نہیں، صرف تمہاری توہین۔

احسن - آپ میرے والدین اسلئے ہیں مجھے آپکا خیال کرنا پڑتا ہے ورنہ میں بتا دیتا کہ آپ پر کرمنل کوڈ کے ضابطہ فوجداری کی کون دفعہ عاید ہو سکتی ہے۔

یوسف - ایسے ناخلف کا باپ بننا بدترین ذلت ہے، میں ایسی توہین گوارا کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔

احسن - میرے لیے بھی ایسے شخص کو باپ کہنا جو اسقدر اَن سیویلائزڈ (غیر مہذب)
ہو موت سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ مین ایسے لوگون سے کوئی تعلق رکھنا نہین چاہتا۔
یوسف - ہان ہان مین بھی یہی کہنے کیلئے آیا ہون، آج سے مجھے تجھ سے کوئی تعلق
نہین، میری جائداد مین سے ایک پائی بھی تمہین نہ ملے گی۔
احسن - مجھے اسکی کوئی پروا نہین ہے۔ بس اب آپ لوگ تشریف لیجائین ورنہ مجھے
نوکرون کو بلانا پڑیگا۔
یوسف - (غصہ سے جھنجھلا کر) بلاؤ دیکھین تیرے نوکر کیا بنا لیتے ہین۔
احسن - کیا آپ لوگ فوجداری پر آمادہ ہین۔
یوسف - اگر ضرورت ہوئی تو یہ بھی کیا جائیگا۔
احمد حسین - احسن تم کس سے ہمکلام ہو اور کیا کہہ رہے ہو جنھون نے آج تمہین جنٹلمین
بنا دیا، اس سے اسطرح مخاطب ہوا جاتا ہے۔
احسن - یہ مجھ پر کوئی احسان نہین ہے بلکہ یہ اُن کا فرض تھا اور ادائے فرض کے
بعد احسان جتانا حماقت ہے۔
احمد حسین - بس بس زبان کو لگام دو۔ زیادہ بک بک کرنے کی ضرورت نہین۔
احسن - خیر اب تشریف لیجائیے مین دکھا دونگا کہ کسی جنٹلمین کی توہین کرنے کا
کیا نتیجہ ہوتا ہے۔
احمد حسین - تم ضرور دکھانا اور ہم ضرور دیکھین گے (یوسف سے) بھائی جان چلیے
اور آج سے سمجھ لو کہ تمہارا ایک ہی لڑکا ہے۔
یوسف - ہان مین اپنی تمام جائداد محسن کو دیدونگا۔ مین نہین چاہتا کہ میری حلال
کمائی سور کے گوشت اور شراب مین صرف کی جائے۔
احسن - مجھے مطلق پروا نہین ہے۔ بس اب زیادہ الفاظ سننا نہین چاہتا۔

(یوسف اور احمد حسین چلے جاتے ہین)

نیم صاحبہ جو دوسرے کمرے مین بیٹھی ہوئی یہ سب باتین سن رہی تھین انکے
جانے کے بعد ہی احسن کے پاس آئین اور اسطرح پوچھنے لگین
نیم - ڈیر یہ کون اَن سیویلائزڈ لوگ تھا۔ مین نہین سمجھ سکتی کہ تم نے اتنا

غضب کا (ضبط) کیوں کیا۔ تم کو اُن پیٹا چھوڑ دینا چاہیے تھا۔
احسن۔ ڈارلنگ (جانمن) مین نے اُسکی ضعیفی کا خیال کیا ورنہ تم دیکھتین کہ اُن کے
خون سے تمہارے پیارے کتے کا منہ سرخ ہوتا۔
میم۔ نہین ہم نے گلتی (غلطی) کی، ایسے بگرس (بدمعاش۔ نامعقول) کی بھی سزا۔
بیرا! اُن کو کمرے مین بگیر (بغیر) اجاجت (اجازت) کیون آنے دیا۔ بیرا نا لائک
(نالائق) ہے، اسکو موکوف (موقوف) کرنا چاہیو۔
احسن۔ ہان میرا بھی یہی خیال ہے گھنٹی بجاتا ہے، وہ بیرا آتا ہے، دِل تم سور
مافک اِن کالا آدمی کو کیون کمرے مین آنے دیا
بیرا۔ حضور میرا کوئی قصور نہیں ہے [illegible] نا م بتایئے، وہ لوگ
زبردستی کمرے مین گھس گئے حضور [illegible] نہین کیا کر سکتا تھا۔
میم۔ کچھ نہین، تم کیون آنے دیا۔ ڈیم بلڈی [illegible] معقول ہم کو کہنا چاہیے تھا
کہ صاحب کا حوکوم (حکم) نہین ہے۔
بیرا۔ حضور میں نے کہا تھا [illegible] بولے کہ ہم کو اجازت کی ضرورت نہین ہے۔
میم۔ سور کا بچہ، تم یہ کام موقوف کردینے [illegible] لیا۔
بیرا۔ نہین حضور [illegible] قصور ہوا۔
میم۔ اچھا دیکھو اب اگر صاحب سے کوئی ملنے آئے تو بگیر اجاجت کمرے مین مت آنے
دینا۔ وہ شرارت کرے تو پولیس کو دیدو۔
بیرا۔ بہت بہتر حضور۔
میم۔ اچھا جاؤ۔ (جاتا ہے) ڈیر احسن کیا تمہارا یہ باپ تھا۔
احسن۔ ہان ڈارلنگ، اولڈ اسکول کا آدمی ہے۔ [illegible] الکل ان سیوی لائیزڈ۔
میم۔ یہ انڈین فولس (ہندوستانی بیوقوف) بڑا پاجی ہوتا ہے، یہ کیون آیا تھا۔
احسن۔ مجھسے ملنے کیلئے، میرا ایورا ارادہ ہے کہ اسپر کیس چلاؤن
میم۔ ضرور چلاؤ تاکہ کالا آدمی سمجھ جائے کہ صاحب لوگ کا انسلٹ کرنے کا
ریزلٹ (نتیجہ) کیا ہوتا ہے۔
احسن۔ ہان ڈارلنگ مین ایسا ہی کرونگا۔ اچھا اب تم جاؤ مجھے کچھ کام کرنا ہے

(جاتی ہے)

(بیرا اندر آکر ایک کارڈ دیتا ہے)

احسن ۔ سلام بولو اور آنے دو۔

بیرا ۔ (باہر جاکر) صاحب سلام کہتے ہیں، کمرے میں جائیے

احسن ۔ (کھڑے ہوکر اور آنے والے سے ہاتھ ملاکر)

حامد ۔ ڈیر احسن بہت اچھا ہوں۔ تمہارا مزاج کیسا ہے؟

احسن ۔ تمہیں دیکھکر کمال مسرت ہوئی، اور اس سے بھی زیادہ مسرت ہوتی اگر بمبئی تک تم مجھے ریسیو (لینے) کرنے آتے۔

حامد ۔ مجھے خود اس کا افسوس ہے ابا جان کا انتقال اسقدر بے موقع ہو کر دلکی، دل ہی میں رہی۔

احسن ۔ (مسکراکر) ہان وہ مرنے کیلئے بھی مناسب انتخاب نہ کرسکے آخر ہندوستانی نہ، خیر وہ مرگئے یہی کم عقلمندی نہین کی۔ مین روز تمہارا منتظر رہتا تھا۔ بارہا اس درمیان مین سکے بار آئے مین نے اُن سے کہا تھا کہ میری طرف سے معذرت کرین

حامد ۔ ہان انہون نے کہا تھا، مین خود سمجھ گیا تھا کہ ضروری انتظامات مین مصروف ہو مجھے کوئی شکایت نہین۔ شاید اب تو تمہین فرصت ہوگئی ہوگی۔

احسن ۔ ہان فی الحال جن انتظامات کی ضرورت تھی وہ سب انجام پاگئے۔ اور تمہاری تندرستی کچھ خراب ہوگئی ہے کیا۔ تم بہت دبلے معلوم ہوتے ہو۔

حامد ۔ ہان ادہر میری صحت کچھ خراب ہوگئی ہے۔

احسن ۔ ہندوستان کی آب و ہوا ہی ناقص ہے۔ یہان صحت کا خراب ہونا البتہ تعجب کی بات ہے۔ دیکھوں میرا کیا حشر ہوتا ہے، ابھی اس منحوس زمین پر قدم رکھے ایک ہفتہ سے زیادہ نہین ہوا مگر تندرستی مین انقلاب شروع ہوگیا۔ میم صاحب کی طبیعت تو بمبئی ہی سے خراب ہے۔

حامد ۔ کیون خیر باشد کیا شکایت ہے۔

احسن ۔ ضعف معدہ اشتہا ان بہت گھٹ گیا ہے اور وہ بہت متفکر ہین اگر یہی حالت رہی تو مجھے مجبوراً پہاڑ پر چلا جانا پڑے گا۔

حامد۔ ہان ابھی گرمی ہے۔ اگرچہ اگست کا مہینہ شروع ہوگیا۔

احسن۔ گرمی ہے! سخت گرمی ہے، سرد ملک کے رہنے والے اسے ہرگز برداشت نہین کر سکتے۔

حامد۔ مین میم صاحب کی زیارت کا مشتاق ہون۔

احسن۔ (مسکرا کر) اچھی بات ہے، ابھی وہ اخبار پڑھ رہی ہین۔ ہم تھوڑی دیر کھانے کے میز پر ملین گے۔

حامد۔ اتنا انتظار، خیر اب تم کچھ مختصر طور پر ان کی کیفیت بیان کردو۔

احسن۔ ہندوستانی طور پر۔

حامد۔ (مسکرا کر) ہان بھائی ابھی تو یہی مناسب ہے۔

احسن۔ یہ اپنے مان باپ کی اکلوتی بیٹی ہین۔ ان کے باپ منیچسٹر مین ایک بڑے کارخانے کے منیجر ہین۔ حسن ظاہری کیساتھ خدا نے حسن باطنی بھی دیا ہے، یہی ایک وصف تھا جس نے مجھے انکا گرویدہ کر دیا۔

حامد۔ کیا مسلمان ہوگئین؟

احسن۔ نہین وہ اپنے مذہب پر قائم ہین۔

حامد۔ کیا بہت کم سن ہین۔

احسن۔ ہان کم سن ہی سمجھنا چاہیئے، مگر ہندوستان کے معیار سے نہین۔ یورپ کے معیار سے،

حامد۔ یعنے۔

احسن۔ یہان چودہ سے لیکر سولہ سترہ برس تک عورت کم سن خیال کی جاتی ہے مگر یورپ مین ایسا نہین ہے۔ وہان اس عمر کی عورتین بچہ سمجھی جاتی ہین۔ کم سنی عمر بیس اور تیس کے درمیان ہے۔ اور جوانی تیس سے لیکر چالیس پینتالیس تک۔

حامد۔ اسوقت تک تو یہان بڈھی ہو جاتی ہین۔

احسن۔ ہان آب وہوا ناقص ہونے کیوجہ سے۔

حامد۔ اچھا تو اُن کی عمر کیا ہے۔

احسن - تیس اور پینتیس کے درمیان -

حامد - ارے میاں تم سے بھی دس پندرہ برس بڑا تھا -

احسن - تو کیا ہوا، یہ تو یورپ کا فیشن ہی ہے اصل بات یہ ہے وہاں عمر جانچنے کا پیمانہ
جو حقیقتاً ایک لغویات سے نہیں سمجھا جاتی، وہاں تعلیم اور اوصاف جو انسان کے اصلی
جوہر ہیں دیکھے جاتے ہیں -

حامد - کچہری کب سے جانا شروع کروگے -

احسن - ابھی اسکا کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے -

حامد - کیوں -

احسن - آج صبح ایک نئی بات واقع ہوئی -

حامد - ابا جان آئے تھے -

حامد - ہاں شاید پرسوں محسن بھی آیا تھا -

احسن - ہاں، نہیں کیونکر معلوم ہوا، کیا وہ تم سے کچھ کہتا تھا -

حامد - کل شام کو وہ میرے یہاں آیا تھا - کہنے لگا بھائی جان نے پوچھا تک نہیں
کہ تم کیسے ہو -

احسن - ارے بھئی ابا جان کی حماقت نے تباہ کر دیا، پہلے تو مجھے اس کی وضع ہی
دیکھکر نفرت پیدا ہوئی - پرانے وحشیوں کا لباس پہنے ہوئے آکر میرے گلے
سے لپٹ گیا -

حامد - خیر، تمہارے ابا جان کیا کہتے تھے ؟

احسن - کہتے کیا تھے، انھوں نے میرے ساتھ جو سلوک کئے ہیں تم اُن سے
ناواقف نہیں ہو، کیا مجھے اسکا ملال نہیں ہوسکتا! آج وہ اپنے ایک سخت
جاہل، بدتمیز، اور متعصب دوست کیساتھ بغیر اجازت میرے گھر کے
میں گھس آئے -

حامد - وہ دوست کون ؟

احسن - وہی دلی کا رہنے والا، بالکل اولڈ ٹائپ کا آدمی، شاید احمد حسین نام ہے
لمبی داڑھی، بھدی گوشیہ ٹوپی، سند رار انگرکھا -

حامد - ہان ہان مین سمجھا - وہ تو ایک مشہور مصنف ہین، ہندوستان مین اُنکی کتا
بہت پسند کیجاتی ہین -
احسن - ہون گی، اندھونمین کانا راجہ، یورپ مین تو نقل صاحب کرنے والا بھی
سے قابل ہوگا -
حامد - اچھا پھر ہوا کیا ؟
احسن - ہوا یہی کہ ایک تو مجھے اباجان سے پہلے ہی صدمہ پہونچا تھا، اور اُن سے
میرا دل صاف نہین تہا - اسیطرح یہ ہوا کہ اُس مردود کو دیکھکر مجھے اور غصہ آگیا -
ابا جان سے سخت جھڑپ ہوگئی -
حامد - یہ بُرا ہوا -
احسن - یقینی بُرا ہوا، وہ مجھے دھمکا گئے ہین کہ مین اپنی جائداد سے تجھے ایک
دھیلا نہین دونگا اسطرح میری مالی حالت بہت نازک ہوگئی ہے - اور مجھے
کیفزورت ہے -
حامد - (کچھ سوچکر) خیر یہ کوئی ایسی مشکل نہین ہے - تم کچہری جانے کا تو ارادہ
احسن - اسی وجہ سے مین نے ابھی کوئی ارادہ نہین کیا ہے اسکا انتظام ہوجا
تو کچھ کرون -
حامد - جو کچھ مین کرسکتا ہون، اُس کیلئے تمہین کچھ فکر نہ کرنی چاہیے -
احسن - مجھے تم سے بہت کچھ امید ہے - (کمرے مین بیرا داخل ہوتا ہے)
بیرا - حضور کھانا تیار ہے، اور میم صاحب آپکا انتظار کر رہی ہین -
احسن - اچھا، تمہین ہمارے مہمان کا بھی لحاظ کرنا ہوگا - (بیرا جاتا ہے) چلو
حامد - دونون کھانے کے کمرے مین داخل ہوے - اور کرسیون پر بیٹھ گئے -
احسن - (میم سے) ڈارلنگ مین تمہین اپنے صادق دوست مسٹر حامد سے انٹ
دیوس کرتا ہون آج یہ ہمارے ساتھ کھانے مین شریک ہوکر ہمین مسرت
بخشین گے -
میم - (حامد سے ہاتھ ملاکر) ول آپکا مزاج بہت اچھا -
حامد - مجھے آپ سے ملکر نہایت خوشی ہوئی -

میم - آپکا دوست مسٹر احسن آپکا بہت تعریف کرتا تہا -
حامد - یہ انکی مہربانی ہے، اور مجھے انکا شکریہ ادا کرنا چاہیئے -
میم - ول مسٹر حامد جب سے ہم انڈیا (ہندوستان) مین آیا - ہم کسی آدمی کو سیوی لائزڈ نہین دیکہا - کیا یہان کا سب لوگ ایسا ہی ہے -
حامد - لیکن اب لوگ رفتہ رفتہ سیوی لائزڈ ہوتے جاتے ہین -
میم - ابھی تھوڑا ورا انکا باپ کمرے مین گھس آیا تہا - اُس نے اتنا گل (غل) مچایا کہ اگر ہمارے یورپ مین ایسا کرتا تو ہم اس پر کتا چھوڑ دیتا -
حامد - نے کوئی جواب نہین دیا -
میم - ہم انڈیا بالکل لائیک (پسند) نہین کرتا - انڈینس (ہندوستانی) کا پرائیوٹ لائف (خانگی زندگی) بالکل کہراب (خراب) ہے - آپ کبھی یورپ گئے ہو -
حامد - جی نہین مجھے ایسا موقع نہین ملا - مجھے شوق بہت ہے -
میم - آپ ضرور جائیے وہان کا آزادی، وہان کا سویلزیشن (تہذیب) وہان کا لائف آپ کو بہت پسند آئے گا -
اس مختصر گفتگو کے بعد سب کھانے مین مشغول ہوگئے -

نوان باب

گذشتہ باب کے واقعات کو کئی مہینے ہو گئے، اس درمیان مین احسن نے حتے الوسع بہت کوشش کی کہ بیرسٹری کچھ چلے، مگر چلتی کیا خاک جتنے مقدمے لئے انمین سے ایک مین بھی کامیابی نہ ہوئی - حامد اور احباب نے کوشش کے جتنے ذرایع ممکن تھے سب صرف کر ڈالے، مگر پبلک کا خیال خراب ہو چکا تھا، ساری محنت رائگان اور بیسود ہوئی - آمدنی کی تو یہ صورت تھی، اور خرچ نہایت بڑھا ہوا بنگلہ کا کرایہ، گھوڑا گاڑی، خانساماں، بیرا، کپڑے، دعوتین، شراب کے اخراجات اور میم صاحب کا خرچ اسکے علاوہ - یہ سب کہان سے آتا - حامد نے حتے الوسع بہت مدد کی، لیکن آخر وہ بھی کب تک - اب یہ حال رہتا تھا کہ .... لگا - اور اُسے مجبوراً

اپنی امداد روکنی پڑی - اب احسن سخت متفکر تھا کہ کیا کرے، ادھر میم صاحب بھی بدد
ہو رہی تھیں اور دن میں بیسیوں بار اپنی حماقت پر کہ ایسے مفلس سے شادی کرکے
کیوں ہندوستان آئے افسوس کرتی تھیں۔ مگر اب سوائے صبر و شکر کے چارہ نہ
کیا تھا - احسن کے بنگلے کے قریب مسٹر دانیل ایک ہندوستانی عیسائی تیسرے
درجے کے ڈپٹی کلکٹر رہتے تھے، آدمی نوجوان اور شوقین تھے، ان سے احسن کے
بہت زیادہ دوستانہ تعلقات بڑھ گئے تھے - اور میم صاحب بھی بہت خاطر مدارات
سے پیش آتی تھیں، انہیں احسن کی اندرونی کشمکش کا پتہ چلگیا تھا ایکدن شام
کو وہسکی کے دو چار جام اڑانے کے بعد عالم سرخوشی میں ان سے اور احسن سے
یہ باتیں ہوئیں -

ڈانیل - مسٹر احسن میں تم سے آج چند خاص باتیں کرنا چاہتا ہوں -

احسن - ہاں ہاں میں شوق کیساتھ سننے کو تیار ہوں -

ڈانیل - تم مجھے معاف کروگے - اگرچہ مجھے تمہارے خانگی معاملات میں دخل
دینے یا اس کے متعلق کچھ گفتگو کرنے کا حق نہیں ہے - تاہم بحیثیت ایک سچے
دوست کے میں ایسا کر سکتا ہوں -

احسن - ہاں ہاں ضرور آپ ایسا کر سکتے ہو -

ڈانیل - میں دیکھتا ہوں تمہیں بیرسٹری میں ابتک بہت کم کامیابی ہوئی -

احسن - تمہارا خیال صحیح ہے -

ڈانیل - تمہارے اخراجات بھی زیادہ ہیں، پھر آخر کام چلے گا تو کیونکر -

احسن - میں ایک عرصہ سے اسے سوچ رہا ہوں کہ کون طریقہ اختیار کروں - مجھے
اسمیں مشورہ کی ضرورت ہے -

ڈانیل - ہاں میری رائے ہے کہ تم بیرسٹری چھوڑ دو اور منصفی کی جگہ منظور کر لو
اسطرح تمہیں ایک معقول تنخواہ ملے گی جو تمہارے اخراجات کیلئے کافی ہے -

احسن - ہاں میں نے اسپر غور کیا تھا، مگر نوکری کیطرف سے میرے خیال زیادہ
اچھے نہیں ہیں -

ڈانیل - کیا کیا جائیگا اس موقع سے انسان مجبور ہوجاتا ہے، منصفی کوئی بری

معمولی جگہ نہین ہی جسمین تمہاری کسیطرح کی توہین ہو۔

احسن۔ ہان بڑی جگہ تو ضرور نہین ہے۔

ڈانیل۔ اسوقت موقع اچھا ہے۔ بعض حاکم ایسے موجود ہین جن سے مین زور دیکر سفارش کرسکتا ہون کون جانتا ہو کہ کل یہ چانس (موقع) رہے یا نرہے۔

احسن۔ اچھا مین اسپر غور کرلون۔

ڈانیل۔ وقت ضائع کرنا فضول ہو۔ مین غور کی کوئی ضرورت نہین سمجھتا۔ کل اتوار ہے! تم صبح تیار رہو، مین تمہین ساتھ لیجاکر چند افسرون سے ملادونگا، مجھے پوری امید ہوکہ تمہین کامیابی ہوگی، اور ضرور ہوگی۔

احسن۔ اسقدر جلدی۔

ڈانیل۔ ہان، بس کل ہی۔

احسن۔ اگر تمہاری یہی خوشی ہی تو مجھے کوئی انکار نہین۔

ڈانیل۔ تو بس کل صبح، ٹھیک ہی نہ۔

احسن۔ (شراب گلاس مین انڈیل کر اور میز پر رکھکے) ہان ٹھیک ہے، اچھا لو تمنے تو آج کچھ بھی نہین پی۔

ڈانیل۔ (بوتل اٹھاکر اور گلاس پرکرکے) اور تمنے، شاید دو گلاس، کیون، اچھا چلو،

دونون نے گلاس اٹھائے، آہستہ سے ایک نے دوسرے کے گلاس سے اپنا گلاس لڑایا، دلپذیر جھنکار کیسا تھ گڈ لک (خوش نصیبی) کی صدا ہوا مین پھیلی، لبون تک گلاس آئے۔ اور اب خالی تھے۔

دسوان باب

احسن کو منصفی قبول کئے ہوئے آج سات آٹھ مہینے کا زمانہ ہوا، اس درمیان مین کوئی ایسی بات واقع نہین ہوئی جس کو ہمارے قصے کو کوئی تعلق ہوتا۔ البتہ میم صاحب کے حسن اخلاق، اور محبت مین پہلے کے بہ نسبت بہت کچھ تغیر ہوگیا۔ اور وہ احسن سے کچھ گھبرائی سی گئین۔ وجہ ظاہر تھی، یعنی فیشن کے اخراجات کا پورا نہ ہونا۔ اگرچہ بیرسٹری سے احسن کو منصفی مین بہت اچھا تھا۔ پھر بھی منصفی کی تنخواہ کچھ ایسی بڑی نہ تھی جو فیشن کے اخراجات کو سنبھال سکتی۔ آمدنی کے

اضافہ کا ذریعہ صرف ایک تہا، یعنی رشوت لینا۔ چونکہ احسن ابہی نیا تھا، وہ ذرا گھبراتا تھا اور
ڈھنگ بہی نہ معلوم تہا۔ لیکن دنیا مین ایسے کم بہادر ہین جو بی بی کو ناراض کرنیکی جرأت کر س
اور بی بی بہی ہندوستانی نہین جو ہر حال مین صابر و شاکر رہے بلکہ ولایتی۔ جسکی ذراسی عدو
حکمی، پہانسی، کالے پانی، یا کم از کم جیل تک پہونچا دینے کیلئے بہت کافی ہوتی ہے۔ غریب احـ
ایسی ہمت، جرأت، اور دلیری کہان سے لاتا کہ اُسے چین بہ جبین دیکھے۔ مجبور ہوکر ا
کیا کچھ نہین کرتا۔ آخر اُسنے رشوت لینا شروع ہی کر دی۔ لیکن اسپر بہی میم صاحب کی کا
نہ ہوئی۔ اتوار کا دن ہے۔ اور صبح کا وقت، خانساماں میز پر چاء رکہکر چلا گیا۔ اور رکھ
کے کمرے مین صرف میم صاحب اور احسن ہین۔

احسن۔ (چاء کا ایک گہونٹ پیکر) نہین ڈارلنگ تم بیحد اوداس ہو۔

میم۔ تم جانتے ہو کہ مجہے ہندوستان کا کلائمیٹ (آب و ہوا) سوٹ نہین کرتا (موافق نہ
اور میری اوداسی کی کوئی وجہ نہین ہے۔

احسن۔ نہین مین اسے نہین مان سکتا۔ مین دیکہتا ہون کہ تم ایک عرصہ سے پژمردہ رہتی ہو
اسکی وجہ ضرور کچہ اور ہے۔ ڈیر تمہین بتانا پڑیگا۔

میم۔ آخر اور کیا ریزن (سبب) ہو سکتا ہے؟

احسن۔ مین خود نہین سمجہ سکتا، اسلئے پوچہتا ہون۔ اگر مجہے معلوم ہوتا تو مین نے ضرو
اُسکے دور کرنیکی کوشش کی ہوتی۔

میم۔ احسن مین تمہین ایک جنٹلمین (شریف) سمجہتی تہی۔

احسن۔ (تعجب سے) اور کیا اب نہین سمجہتین

میم۔ ہان مجہے افسوس ہے کہ تم نے مجہے ڈی سیو کیا (فریب دیا)

احسن۔ (تعجب سے) مین نے تمہین ڈی سیو کیا! انہین! تم یہ کیا کہتی ہو۔

میم۔ ہان مین ٹہیک کہتی ہون۔

احسن۔ آخر وہ فریب کیا ہے، مجہے بہی تو معلوم ہو۔

میم۔ تم نے لندن مین اپنے متعلق کیا کہا تہا؟ اگر انڈیا مین آنیکے بعد معلوم ہوا کہ وہ سب غلط تہا

احسن۔ ہان مینے تم سے یہ کہا تہا کہ مین ایک امیر کا لڑکا ہون۔ میرے باپ کے پاس کافی روپ
ہین۔ وہ ایک معزز شخص ہے۔ ہم آرام کی زندگی بسر کر سکینگے۔ انمین سے کون بات جہوٹ ہے۔

میم۔ کیا آرام کی زندگی بھی ہے۔ آہ میں نے بڑی مسٹیک (غلطی) کی کہ پاپا (والد) کا کہنا نہ مانا۔
احسن۔ تمہارے آرام کیلئے میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھتا۔ میں اس اتفاق کو نہیں جانتا تھا کہ مجھ سے میرے باپ ناراض ہو جائیں گے تاہم [illegible] ناراضی کا میں نے تم پر کوئی اثر نہیں پڑنے دیا۔ میں نے خود تکلیف اٹھا کر تمہیں آرام پہونچایا اور پہونچاتا ہوں۔ میں نے تمہارے لیئے ایسا کام کرنے کی جرأت کی ہے میری ذات میری عزت میری آبرو ہروقت خطرے میں رہتی ہی [illegible] ان تمام قربانیوں کی کوئی قدر نہ کی۔ اور مجھ پر ایسا الزام لگاتی ہو [illegible]
میم۔ کیا یہ [illegible] میری لیئے [illegible] تم خود [illegible] آرام نہیں اٹھاتے۔
احسن۔ [illegible] آرام اٹھاتا ہوں [illegible] کرتا ہوں کہ تمہیں کیا تکلیف ہے [illegible] کس بات [illegible] معمولی نہیں [illegible] تمہارے لباس تمہاری [illegible] تمہارے پاس میری [illegible] تم کلب میں جاتی ہو [illegible] کوئی ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا کہ ایک [illegible] اتنے روپیے خرچ [illegible] میری ایک مہینے کی تنخواہ ہے میں نے تمہیں [illegible] منع کیا [illegible] میرے [illegible] کر دیئے۔ احسن کی آنکھوں میں آنسو آ [illegible] رومال سے [illegible] پھر کہا [illegible] اپنی تکلیفوں کی [illegible] راحت اور مسرت [illegible] میرا [illegible]
میم۔ اوہ! تم رونے لگے، معاف کرنا۔ اگر میرے لفظوں سے تمہیں صدمہ پہونچا ہو [illegible] اپنے تمام ریمارک واپس لیتی [illegible] ہوائیٹ اوے [illegible] جان سے دو [illegible] اور [illegible] میں نے فہرست منگوائی ہے۔ اس کے [illegible] ہو گی۔
احسن نے کوئی جواب نہیں دیا اور [illegible] جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔
میم صاحب (کرسی سے اٹھ کر [illegible] پیٹ پر آ کے) ڈیر (پیارے) تم ناراض ہو گئے (جھک کر اور احسن کے منھ سے اپنا منھ [illegible] کر کے) بولو میں تم سے معافی مانگتی ہوں (احسن کے گال پر بوسہ دیکر) [illegible] اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں۔
احسن کے خون میں [illegible] ایک بجلی [illegible] کرسی پر سے [illegible] کھڑا ہوا اور میم کو گلے لگا کر بولا [illegible] میری [illegible]
پیاری عورت سب تکلیفیں بھلا دیں۔

میم۔ اب ان تمام باتون کو بہول جاؤ۔ چلو بڑے کمرے مین چلین، مین تمہین پیپ بجا کر خوش کرون گی۔

گیارہوان باب

گذشتہ واقعات کے دوسرے دن شام کو میم صاحب اور مسٹر ڈانیل ایک ہی ٹم ٹم پر بیٹھے ہوئے سیر کرنے جا رہے ہین۔ گورنمنٹ اسکول کی پشت پر دریا کے کنارے پہونچکر گاڑی جاتی ہی۔ اور دونون پیدل سیر کرتے ہوئے دریا کے کنارے نکل جاتے ہین۔

مسٹر ڈانیل۔ (دریا کی دوسری طرف اشارہ کرکے) اسطرف کیسی اچھی سینری ہی۔ شرق کی طرف سے اٹھتی ہوئی تاریکی نے دریا کی سفید لہرون پر کیسا پیارا عکس ڈالا ہی۔ ٹھیک ویسا ہی تمہارے سیاہ بال تمہارے برف کے ایسے سفید گالون پر سایہ ڈال رہے ہین۔ مگر نہین میری غلطی کہ دریا کی لہرین ویسی صاف نہین ہین جیسے تمہارے چاندی کے ایسے چمکتے ہوئے گالون کو لہرون سے ان کی تشبیہ بھونڈی بلکہ غلط ہے۔

میم۔ ڈانیل کیا تم شاعر بھی ہو۔ (مسکراکر) ضرور ہو۔

مسٹر ڈانیل۔ ہان کچھہ دنون سے ہوگیا ہون۔

میم۔ تم نے اپنی نظم مجھے کوئی نہین دکھائی نہ کبھی ذکر کیا۔

ڈانیل۔ ہان، مین تمہین اپنی نظم دکھانے کی جرات نہ کرسکا۔

میم۔ کیون؟ کس سبجکٹ پر وہ نظم ہے۔

ڈانیل۔ میرا زیادہ پیارا سبجکٹ (موضوع) تو عشق ہی اور قریب قریب میری سب نظمین اسی پر ہین

میم۔ تمہین انکا کوئی شعر یاد نہین؟

ڈانیل۔ ہان ضرور یاد ہی۔ کیا تم اُسے سننا پسند کروگی۔

میم۔ ضرور، نہایت خوشی سے۔

ڈانیل نے نہایت بیتابانہ انداز سے میم کو گلے لگالیا اور اسکے نازک لبون پر بوسہ دیکر بولا میری نظم محبت کا یہی پہلا شعر ہے، امید کہ تم پسند کروگی۔

میم۔ ڈانیل! تم بہت شیرین گفتار ہو، اور مین تمہین پسند کرتی ہون۔

ڈانیل نے دوبارہ بوسہ لیکر کہا " یہ میری بڑی خوش نصیبی ہے کہ تمہارا ایسا حسین مجھے شیرین گفتار کہے اور مجھے پسند کرے۔ کیا تم میری محبت کا جواب محبت سے دو گی؟"

میم ۔ بیشک محبت کا جواب ہمیشہ محبت سے دیا جاتا ہے، اور مین بھی یون ہی دونگی ۔

ڈانیل نے میم کے کمر مین ہاتھہ ڈالدیا اور آنکھہ سے آنکھہ ملا کر کہا" مین تجہے بھر بوسہ کر دنت

میم ۔ ہان ضرور تم مجھے پھر بوسہ کر سکتے ہو، پیارے ڈانیل تم ضرور مجھے پھر بوسہ کرو۔

اب پھر دونون ایکدوسرے کے کمرے مین ہاتھ ڈالکر آہستہ آہستہ ٹہلنے لگے۔

ڈانیال ۔ تم ایک ہندوستانی کے جال مین کیونکر پھنس گئین ۔

میم ۔ ایک اتفاق تھا، ورنہ مین کہان اور یہ کہان ۔

ڈانیال ۔ یہ ہندوستانی عورتونکی عزت کرنا نہین جانتے، اور نہ ان وحشیونکو معلوم کہ محبت کیا شئے

میم ۔ پیارے ڈانیل تمہارا خیال درست ہے۔ مین اس سے اکتا گئی ہون ۔ مجھے اس آفت سے نجات پانے کا کوئی ذریعہ نہین مل رہا ہے۔

ڈانیال ۔ میری پیاری یہ کون مشکل بات ہے ۔

میم ۔ ہان اب البتہ مجھے یقین ہے کہ شاید تم اپنے کو میرا نجات دلانیوالا ثابت کرو۔

ڈانیال ۔ بیشک مین تمام ممکن ذریعے صرف کرنے کیلئے آمادہ ہون ۔ مین ہرگز نہین چاہونگا کہ ایک نازک حسینہ چڑیا منحوس کے قفس مین بند رہے۔ کیا مجھے اسکا افتخار حاصل ہو سکتا ہے کہ تمہین بجائے مسز الحسن کے تمہارے اصلی پیارے نام سے مخاطب کرون؟

میم ۔ نہین کیسے کہ تم میری تقلید کرنی چاہیئے، لو اب مین بجائے مسٹر ڈانیل کے تمہین صرف ڈانیل کہون گی ۔

ڈانیل ۔ اور مین الائس ۔ آہ کیا پیارا نام ہے کیون، مجھے اجازت ہے ۔

میم ۔ ہان تم ضرور ایسا کہہ سکتے ہو۔

ڈانیل ۔ تم سے الحسن سے نکاح کہان ہوا ۔

میم ۔ مینچسٹر مین ۔

ڈانیل ۔ اچھا تم نے بھی اس عذاب سے چھوٹنے کی کوئی تدبیر سوچی ہے ۔

میم ۔ اگر کوئی میرا سرپرست کھڑا ہو جائے تو کچھہ بھی مشکل نہین ہے۔ مین آج علیحدگی حاصل کر سکتی ہون ۔ خالی علیحدگی نہین، بلکہ الحسن کو میرے اخراجات بھی ایک حد تک

ادا کرنے ہونگے۔
ڈانیل۔ اسمین بات کیا ہی؟ اگر تم ایسا چاہتی ہو تو مجھے تیار سمجھو۔ اور اسکی جلد سے [illegible] کوشش کرو۔

بارھوان باب

ڈانیل اور الائس کی گفتگو کے چھٹے دن، صبح کو الائس احسن کے کمرے مین آئی

الائس۔ ڈیر احسن کیا تم اسوقت کسی ضروری کام مین بزی (مشغول) ہو۔
احسن۔ ہان مین ایک مقدمہ کی تجویز لکھہ رہا تھا۔ کیون؟ خیریت تو ہی۔
الائس۔ ہان مجھے تم سے آج ایک خاص بات کہنی ہے۔
احسن۔ تم کہہ سکتی ہو اگر کوئی ضروری بات ہو۔
الائس۔ مجھے تم سے محبت ہی۔
احسن۔ (متحیر ہو کر) مین تمہارا مطلب نہین سمجھا۔
الائس۔ میرا مطلب بہت کلیر (صاف) ہی، مین یہ کہتی ہون کہ جیسے تم مجھے [illegible] ہی مجھ [illegible] ہے جیسی پہلے تھی۔ اور مین ویسی ہی تمہاری خیر خواہ ہون۔
احسن۔ ہان مین اسے جانتا ہون، تمہارا مطلب اس اظہار سے کیا ہی؟
الائس۔ مین ابھی بتاتی ہون، چند وجوہ سے اب ہم اور تم ایک [illegible] وائف (زن و شو کیطرح) نہین رہ سکتے۔
احسن اس جملہ کو سنتے ہی گھبرا گیا، اور پریشان ہو کر بولا۔ تم نے کیا کہا؟
الائس۔ مین یہ کہہ رہی ہون کہ اب ہم تم زیادہ دنون تک میان بیوی کیطرح نہین رہ [illegible]
احسن۔ میان بیوی کیطرح نہین رہ سکتے کیون [illegible] آہ [illegible] عجیب غریب [illegible]
الائس۔ [illegible] بتانے [illegible] بتا رہی ہون۔
احسن۔ آہ کیا تم کو مجھ سے نفرت ہو گئی۔
الائس۔ [illegible] خیال [illegible] نفرت [illegible]
[illegible] ایسا [illegible] خیال [illegible] الائس کیا تم مجھے نہین چاہتین [illegible]

سارے پیمان وفا جھوٹے تھے۔

الائس۔ وہ سب سچے تھے، اور ہیں۔ میں تم سے برابر ملتی رہونگی۔ میں تمہاری خوشی اور غم میں شریک رہوں گی۔ صرف یہ تعلقات اب جاری نہیں رہیں گے۔

الحسن۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، الائس یاد کرو تمنے تمام عمر ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا، صرف میرے سامنے نہیں بلکہ مقدس قربانگاہ کے سامنے، مقدس پادری کے سامنے، مقدس مسیح اور مریم کے سامنے۔ کیا تم ایسے عہد کو توڑ ڈالنا چاہتی ہو۔

الائس۔ بیشک میں نے وعدہ کیا تھا، مجھے یاد ہے، میں بھولی نہیں۔ مگر اب ایسا نازک موقع آگیا ہے کہ مجبوراً مجھے اسے توڑنا چاہیے، مقدس مسیح مجھے معاف کر دیں گے۔

احسن۔ تم ایسا کبھی نہیں کر سکتیں۔

الائس۔ دیکھو احسن میں چاہتی ہوں کہ یہ بات بغیر کسی ملال کے طے پا جائے۔ مجھے امید ہے کہ تم اسے پسند کروگے۔

احسن۔ ملال اور خوب، میں اسپر ہرگز آمادہ نہیں ہوں۔

الائس۔ تمہاری آمادگی کی ضرورت نہیں، خالی میرا آمادہ ہونا کافی ہے۔

احسن۔ کیا تم زبردستی طلاق لینا چاہتی ہو۔

الائس۔ ہاں مجھے ڈائی ورس (طلاق) کر دینے کا پورا حق ہے۔ اچھا خدا حافظ میں جاتی ہوں۔ مناسب یہی ہے کہ تم میرے محبتانہ برتاؤ کو دشمنی سے نہ بدلو۔ اگر تمنے نہ مانا تو مجھے کورٹ (عدالت) کے ذریعہ سے طلاق حاصل کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی، پھر مجھے تمہارے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رہ سکتی۔

الائس نے یہ کہکر ٹوپی سنبھالی، اور جبتک احسن کچھ کہے وہ کمرے کے باہر تھی۔

یہ ایک ایسا سین تھا جس نے احسن کے قلب پر سخت اثر کیا، تھوڑی دیر کیلئے اس کے تمام اعضاء بے حس و حرکت ہوگئے اور وہ ایک مردے کیطرح کرسی پر بیٹھا رہا۔ جب ذرا حواس درست ہوئے تو اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور پھر آکر کرسی پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ رنج اور غصہ نے اسے نیم دیوانہ بنا دیا تھا۔ اس نے میز کا گلدان فرش پر پھینک دیا۔ کتابوں کے ورق پھاڑ ڈالے کاغذات اور [illegible] ادھر اُدھر پھیلائے ہوئے [illegible] کرے [illegible] مگر الائس [illegible] نہیں [illegible] تھا۔

تیرھوان باب

الائس نے عدالت کے ذریعہ سے باضابطہ طلاق لے لی، اور اب احسن کو معلوم ہوا کہ اگر وہ بجائے ایک مہذب اور تعلیم یافتہ قوم کی عورت سے شادی کرنے کے ایک وحشی اور جاہل قوم کی عورت سے نکاح کرتا تو اُسکی دولت، عزت، اور صحت سب کچھ محفوظ رہتی۔ مگر وقت گذر چکا تھا اور اب کوئی چارہ باقی نہ تھا۔ الائس کے طلاق لینے کے بعد ہی مصیبتوں کا خاتمہ نہیں ہوگیا بلکہ ایک مصیبت گئی تو دس مصیبتیں اور نازل ہوئیں۔ ہر طرف تاجروں کے بلوں کی بھرمار ہونے لگی اور اس شدت سے ہونے لگی کہ غریب کو سانس لینا دشوار ہوگیا۔ مالی حالت پہلے ہی سے خراب تھی، دوسری کوئی صورت نہ تھی کہ ان آفتوں سے نجات ملتی۔ آخر یہ فیصلہ کرکے کہ شاید کوئی دوست اس بُرے وقت میں کام آئے وہ خود حامد سے ملنے گیا۔

ایک عرصہ سے حامد سے راہ و رسم کم ہوگئے تھے، اور مہینوں ملاقات کی نوبت نہ آئی تھی۔ آج خلاف معمول احسن کو ملاقات کے کمرے میں آتا دیکھکر حامد نے تعجب آمیز لہجہ میں جس میں کسیقدر طنز بھی تھا، کہا "آج نصف صاحب کیوں تشریف لا رہے ہیں، غریب خانہ پر یہ عنایت کیسی" کہہ کر رشید تھا اسے مسکراکر [illegible] وعلیکم السلام [illegible] گستاخی معاف [illegible] اب احسن کمرے میں داخل ہوا دونوں نے اٹھکر تعظیم کی اور حامد نے مسکراکر کہا "کہو بھول پڑے"

احسن۔ (شرمندہ ہوکر) بھائی بس شرمندہ نہ کرو۔

حامد۔ مین نے تو سمجھا تھا کہ تم ہمین بالکل ہی بھول گئے۔ مزاج کیسا ہے؟

احسن۔ خدا کا شکر ہے، اچھا ہوں۔ عدیم الفرصتی کی وجہ سے ایک عرصہ کے بعد آج ملاقات ہوئی۔ تم نے بھی آنا چھوڑ دیا۔

حامد۔ کیا کرتا، جب گیا معلوم ہوا اسوقت ملاقات نہیں ہوسکتی۔ اور سب خیریت ہے؟

احسن۔ ہان سب خیریت ہی ہے۔ مین کئی روز سے تم سے ملنا چاہتا تھا، کل خیال کیا کہ تمہین بلا بھیجون، پھر سوچا کہ شاید تمہین ناگوار ہو مین نے یہی مناسب سمجھا کہ خود ہی ملون۔

حامد۔ ناگوار ہونے کی کوئی بات نہ تھی اگر تم بلا بھیجتے تو مین فوراً چلا آتا۔

احسن۔ (رشید سے) بھائی رشید تم اچھے ہو؟

رشید۔ تمہاری مہربانی سے میں بہت اچھا ہوں۔
احسن۔ (حامد سے) بھائی حامد مجھے تم سے چند خاص باتیں کرنی ہیں۔ اگر کوئی حرج نہ ہو تو اپنے ریڈنگ روم میں تھوڑی دیر کے لئے چلے چلو۔
حامد۔ ہاں ہاں چلو۔ بسم اللہ کیا ہے۔ (اُٹھ کر جاتا ہے)
احسن۔ (رشید سے مخاطب ہو کر) بھائی رشید معاف کرنا۔
رشید۔ نہیں [illegible]
(دونوں ریڈنگ روم میں جا کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ حامد نے پوچھا [illegible])
احسن۔ نہیں میری مصیبت [illegible]
حامد۔ ہاں میں مسیح صاحب [illegible] سکا اس وقت [illegible]
احسن۔ (ٹھنڈی سانس لیکر) [illegible]
حامد۔ آخر ہوا کیا۔
احسن۔ کیا بتاؤں [illegible] اگر [illegible] آیا جاتا [illegible]
آہ مجھے سخت غلطی [illegible] کسی مقام [illegible] عورت [illegible]
حامد۔ خیر اب جو غلطی ہونا تھی ہو گئی۔ اسکا افسوس [illegible]
او گر [illegible] زیرا کہ تیر از کمان رفت [illegible] نیست۔
احسن۔ ڈیر حامد میری مصیبتوں کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا [illegible] شاید [illegible]
[illegible] نازل ہو رہی ہیں [illegible] مجھے [illegible] انکا [illegible]
حامد۔ اور بلائیں کیسی؟
احسن۔ تم میری مالی حالت سے بخوبی واقف ہو [illegible] کے بعد [illegible]
سنبھلی کیا [illegible] اخراجات کی بھرمار تھی گردش کی آمدنی [illegible]
میری بھی فضول خرچی شامل تھی۔ لیکن [illegible]
تھے۔ اب اُسکے جانے کے بعد بلون [illegible] ایک [illegible]
آگئے ہیں۔ اور میرے پاس [illegible] پائی نہیں ہے۔
حامد۔ تمنے بڑی غلطی کی۔ میں تمہیں برابر سمجھاتا رہا کہ دیکھو [illegible] دیکھ [illegible]
مگر تمنے ایک نہ سنی۔ اب تمہیں [illegible] قرض کا تقاضا [illegible] نوکری [illegible]

احسن - شامت سوار تھی، اور کیا کہوں - اس خیال سے تو میرا خون اور خشک ہوتا ہے کہ دیکھئے میری نوکری کا کیا حشر ہوتا ہی، اچھے حامد خدا کیلئے کسیطرح اس بلا سے مجھے نجات دلاؤ - مین جہانتک غور کرتا ہون تمہارے سوا اور کوئی نظر نہین آتا جو اس مصیبت کے عالم مین کام آسکے -

حامد - ڈیر احسن کیا بتاؤن کہ مین خود کس چکر مین ہون، اسمرتبہ ابتک علاقے کی مالگذاری نہین دی گئی ہے - قحط کیوجہ سے اسامیون کا برا حال ہے - بارہ دری الگ گر پڑی ہے خوشدامن صاحبہ بیمار پڑی ہوئی ہین - اُنکے علاج مین بیسیون روپے روز صرف ہوتے ہین - جدھر دیکھئے خرچ ہی خرچ ہے - تمہین ضرورت کتنے روپون کی ہے ؟

احسن - اڑہائی ہزار کے تو صرف بل ہین - اسواء ضروری اخراجات کے لئے سب تین ہزار کی ضرورت ہی - اس سے کم مین کسیطرح کام نہین چلسکتا -

حامد - تین ہزار، اتنی بڑی رقم، میرے لئے تو ناممکن ہے -

احسن - پھر کیا ہوگا، اگر ان سبھون نے دعویٰ کردیا تو نوکری بھی گئی -

حامد - سخت مشکل ہے - کیا کیا جائے -

احسن - کوئی صورت تو نکالو، میرا اور کون ہمدرد ہی جس سے کہون -

حامد - دیکھو سوچکر، گوکل چند میرے ایک دوست ہین، وہ روپے کا لین دین کرتے ہین - اُن سے کہا جائے شاید کوئی صورت نکلے، مگر دشواری تو یہ ہے کہ بغیر جائداد کے کوئی روپیہ دیگا نہین -

احسن - اب تم جانو، اسوقت میری زندگی اور موت تمہاری کوشش پر منحصر ہے

حامد - مین کیا بتاؤن - مجھے اپنی مجبوریون کا دلی افسوس ہے - میری ایک رائے ہی اگر تم اُسے پسند کرو -

احسن - وہ کیا ؟

حامد - اسوقت مصلحت وقت یہ ہی کہ تم اپنے ابا جان سے معافی مانگ لو،

احسن - یہ ناممکن ہی - مین اسقدر سیہ بخت نہین ہون - اُسدن کے بعد سے انھون نے کبھی میری خبر تک نہ لی - مانا کہ میری غلطی تھی، مجھ سے قصور ہوا، مجھ سے خطا ہوئی لیکن کیا محبت پدری اور بزرگانہ شفقتین اسکو کہتے ہین - کیا انھین میری حالت

معلوم نہیں ہے انھیں سب خبر ہے ہو گی۔ خدا معلوم [illegible] نہیں مجھے بھی اتنا خیال [illegible]
وہ میری اس مصیبت میں شریک ہوتے سبب آ کر پوچھتے اور اپنی شفقت [illegible] سے مجھے [illegible]
دیتے۔ دنیا میں کوئی کسی کا نہیں [illegible] یہ بات سچ ہے کہ نوکری [illegible] رہی ہے۔ مجھے [illegible]
ہو جائیں، مجھے خدا [illegible] جیل [illegible] میں ان [illegible] باتوں سے خوشی [illegible] ہوں [illegible]
ابا جان کے پاس خود سے نہیں جاؤنگا۔

حامد۔ مصیبت میں عقل بھی [illegible] ہو جاتی ہے خیر چپ رہو تمھیں گوکل چند کے پاس [illegible]
شاید ہی کامیابی ہو تاہم کوشش کرنی [illegible]

(دونوں [illegible] [illegible] حامد [illegible] [illegible] رشید
بیٹھے بیٹھے [illegible] گیا تھا [illegible] بھائی [illegible] میں [illegible] ابا جان [illegible] ہو گا۔

حامد۔ اچھا بھائی معاف [illegible]

رشید۔ کوئی مضائقہ نہیں [illegible]
[illegible] گاڑی تیار ہونے کی اطلاع [illegible]
یہاں چلے [illegible] گوکل چند کی [illegible]
دربان نے واپس آ کر [illegible]

حامد۔ [illegible] گوکل چند [illegible] آداب عرض؟

گوکل چند۔ آئیے آئیے (اٹھ کر [illegible])
حامد۔ آپ بیٹھیں [illegible] بیٹھ گئے)

گوکل چند۔ اور سب خیریت ہے؟

حامد۔ آپکی مہربانی سے سب خیریت ہے۔

گوکل۔ کہئے کیا حکم ہے؟

حامد۔ ایک ضرورت سے آیا ہوں۔

گوکل۔ فرمائیے فرمائیے۔

حامد۔ تخلیہ کی ضرورت ہے۔

گوکل۔ بہت خوب۔

گوکل چند نے دو آدمیوں سے جو کہ [illegible] بیٹھے مخاطب ہو کر [illegible]

کمرے مین چلے جاتے"

گوکل۔ ہان اب فرمایئے، بالکل تخلیہ ہے۔

حامد۔ (احسن کیطرف اشارہ کرکے) آپ کو جانتے ہین، آپ منصف صاحب۔

گوکل۔ یہین رہین۔

حامد۔ ہان، یہین۔

گوکل۔ (احسن سے) بڑی مہربانی کی، فرمایئے کیا حکم ہے۔ حضور یہان کب سے ہین۔

احسن۔ مجھے کوئی ایک سال ہوا۔

حامد۔ آپ کو فی الحال کچھ روپئے کی ضرورت ہے۔

گوکل۔ کسقدر؟

حامد۔ کوئی تین ہزار، مگر بہت جلد، آج ہی کل مین۔

گوکل۔ سرکار کا دولت خانہ کہان ہے۔

حامد۔ یہین کے رہنے والے ہین۔ آپ نواب یوسف مرزا صاحب کو تو جانتے ہونگے۔

گوکل۔ ہان ہان۔

حامد۔ انھین کے اب صاحبزادے ہین۔

گوکل۔ اچھا۔ روپے تو تیار رہین۔ مگر سرکار کوئی جائداد مکفول کرینگے۔

حامد۔ کوئی جائداد مکفول نہین کر سکتے، ابھی آپکے والد زندہ ہین، جائداد کمانے آئیگی

گوکل۔ پھر ذرا مشکل ہے۔ آپ دیکھتے ہین آجکل لین دین کا بیوپار تنگ ہو رہا ہے۔ روز دو ایک بنک کے دیوالے نکل رہے ہین۔ بغیر کسی اطمینان کے کوئی اتنی بڑی رقم کیونکر دیسکتا۔

حامد۔ مگر یہان تو آپ کو اطمینان رکھنا چاہیے، آپ کا روپیہ ڈوب نہین سکتا۔

گوکل۔ ہان مگر پھر بھی مہاجن بغیر کافی اطمینان کے کیونکر دیسکتا ہے۔ اچھا روپیہ کتنی مدت مین ادا کیا جائے گا۔

حامد۔ کم از کم دو سال مین۔

گوکل۔ اور سود۔

حامد۔ جو عام شرح ہے۔

گوکل۔ روپیہ تو غالباً ہینڈ نوٹ پر لیا جائیگا، رجسٹری تو ہوگی نہین۔

حامد - ہان رجسٹری مین بدنامی کا اندیشہ ہی آپ جانتے ہین نوکری کا معاملہ ہے -

گوکل - ہان وہ تو مین پہلے ہی سمجھ چکا تھا - مگر کوئی جائداد بھی مکفول نہ کیجائیگی روپیہ بھی ہینڈ نوٹ پر لیا جائیگا - رجسٹری نہ ہوگی - اور پھر سود عام شرح کا بھلا اسے کون منظور کرسکتا ہے بڑے بڑے صاف معاملون مین تو لوگ ایسا کرتے نہین -

حامد - آخر آپ سود کیا تجویز کرتے ہین -

گوکل - مین تو بالکل صاف اور بے لاگ معاملون مین دو روپیہ سیکڑہ سود اور دس روپیہ سیکڑہ نذرانہ لیتا ہون -

حامد - لیکن ہم [illegible] نہ دے سکین گے -

گوکل - خیر عوض [illegible] سود تین روپیہ سیکڑہ لیا جائیگا - لیکن تین ہزار دونگا اور چھ ہزار کا ہینڈنوٹ لکھوا لونگا -

احسن - چھ ہزار کا ہینڈ نوٹ -

گوکل - سرکار آپ میری محنت کی تعریف نہین کرتے - مین ایک جوا کھیلتا ہون جوا -

حامد - بہت زیادہ ہے - آپ کو یہ رعایت کرنی چاہئے -

گوکل - سچ جانئے آپ کے آنے کی وجہ سے مین نے اتنی رعایت کی ہے ورنہ مین ایسے معاملے تو کبھی کرتا نہین -

حامد - تاہم آپکو کچھ رعایت تو ضرور کرنی چاہئے -

گوکل - مجھے افسوس ہے کہ مین اب اور کچھ نہین کرسکتا - کوئی شخص بھی ایسی غیر اطمینانی کی حالت مین ہر گز ایک پائی دینا پسند نہین کریگا - مین محض آپکی مروت سے ایسا کر رہا ہون آپ ہی خیال کیجئے اگر میرے روپے وصول نہ ہوئے تو مین کیا کرونگا - اسوقت تو آپ بھی میری کچھ مدد نہ کرینگے -

احسن - ہان تو تمہارے روپے کبتک ملجائینگے -

گوکل - آج اتوار ہے آج تو کچھ ہو نہین سکتا - سوموار کو ہم لوگ روپے دیتے ہین اور وہی حالت منگل اور بدھ کی ہے - جمعرات کے دن گھر سے بھی نکالنا منع ہے شکروار (جمعہ) کو البتہ معاملہ طے ہوسکتا ہے -

احسن - یہ اور مشکل ہے مجھے ضرورت جلد تھی کل پرسون تک -

گوکل - یہ تو ناممکن ہی، کل پرسون تک کسیطرح انتظام نہین ہوسکتا۔
حامد - پھر فائدہ کیا ہوگا، روپیہ گیا، اور کام بھی نہ نکلا۔ کیا کوئی صورت نہین ہوسکتی۔
گوکل - ایکصورت ممکن ہی، مگر شاید آپ اسے منظور نہ کرین۔
حامد - وہ کیا؟
گوکل - مین دوسرے مہاجن کے یہان سے آج تھوڑا سا روپیہ لگا کر دون۔ مگر اسمین آپکو بھی کچھ دینا پڑیگا۔
احسن - آخر کسقدر؟
گوکل - پچیس روپیہ سیکڑہ سے کیا کم لین گے
احسن - او ہو! اسمین تو بہت نقصان ہوگا۔ آپ [illegible] تو اڈھائی سو روپئے نذر کر دیا ہوگا۔
گوکل - آپ ہی خیال کرین اگر مہاجن کا فائدہ نہو تو وہ آخر روپیہ کیون دیگا۔
حامد - مگر جناب یہ تو لوٹ ہی لوٹ۔
گوکل - حضرت ضرورت کے وقت ایسا ہی کرنا پڑتا ہی۔ مناسب تو یہ ہی کہ سکھہ تک ٹھہر جایئے، ورنہ انہین شرطون پر روپیہ دیدونگا۔
احسن - دیکھیے، چلو خیر منگا لیجیے۔ مجبوری ہی۔ ضرورت ایسی ہی جو ٹل نہین سکتی۔
گوکل - ایک بات اور مین کہنا چاہتا ہون۔ وہ یہ کہ سود ماہ بماہ پہلی یا دوسری تک ملجانا چاہیے۔ ورنہ وہ اصل مین جوڑ دیا جائے گا اور پھر اُسپر سود چلے گا۔
حامد - یعنے سود در سود۔
گوکل - جی ہان۔
احسن - خیر آپ کو سود ماہ بماہ پہونچتا رہے گا۔
گوکل - بہت اچھا، اسوقت مین مہاجن کے یہان آدمی بھیجتا ہون آپ شام کو تشریف لایئے، روپیہ ملجائیگا۔
احسن - مگر کتنا؟
گوکل - ایک ہزار مین سے اڈھائی سو نکال لیا جائیگا۔ بقیہ آپ کو ملے گا۔
احسن - اچھا مین سات بجے شام [illegible] آؤنگا۔

دونون گوکل چند سے رخصت ہوکر گاڑی میں بیٹھے۔ حامد نے کہا تم نے دیکھا یہ سب کیسے سنگدل اور لالچی ہوتے ہیں۔ جہاں انکی سمجھ میں آگیا کہ غرض ہے بس پھر پوری شامت آجاتی ہے۔ تین ہزار کا چھ ہزار پھر دو روپیہ سیکڑہ سود غضب ہے۔

احسن۔ اگر میں اسقدر مجبور نہ ہوتا تو ہرگز اس سے روپیہ قرض نہ لیتا۔ ان لوگوں میں انسانیت اور مروت تو [illegible] گئی ہے۔

حامد۔ جو اسنے چاہا کہ [illegible] صاحب کے بیان سے [illegible] کر دو تو [illegible] تمھیں معلوم [illegible]

[illegible]

احسن۔ ممکن ہے [illegible] [illegible]

حامد۔ [illegible] [illegible]

احسن۔ [illegible]

حامد۔ اور کیا۔ ایسی باتوں [illegible] میں آتا ہے کہ [illegible] حرام [illegible] اس سے قومی اتحاد [illegible] اخلاق [illegible] اثر پڑتا ہے کس طرح ایک شخص کی مالی حالت خراب ہوتی ہے۔ اور دوسرا اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور کس طرح دونوں میں بغض، بیرحمی، لالچ [illegible] خود غرضی کی بنیاد پڑتی ہے۔

چودھواں باب

[illegible] کے بعد [illegible] اطمینان سے بسر ہوئے ملون سے کے [illegible] [illegible] لگی [illegible] [illegible] ہونے لگے [illegible] ہوا کہ [illegible] بن نے یہ حالت دیکھکر [illegible] شروع [illegible] [illegible] نوبت [illegible] اور حواس درست ہوئے۔ اس [illegible] [illegible] اور شاید [illegible] کی نوبت [illegible] [illegible] خیر مہاجن سے جاکر لے

اُسنے صلواتین سنائین، انھین نے کان دبا کر سنین، معذرت کی، سیکڑوں عذرات تصنیف کئے ہزاروں جھوٹ بولے، ہر طرح سے اپنی مجبوریان بیان کرکے رحم دلانے کی کوشش کی، قسمین کھاکر وعدے کئے، اور چند دنون کی مہلت چاہیئے۔ گوکل چند نے طوعاً و کرہاً منظور کیا۔ اب یہ فکر ہوئی کہ وعدہ خلافی نہونے پائے ورنہ ضرور پہنچیگا، روپیہ آئے تو کہان سے، کوئی تجارت نہین۔ کوئی زمینداری نہین، نوکری کی ایک معین تنخواہ جسمین ایک پائی کا بھی اضافہ محال۔ آخر مین دست غیب (رشوت ستانی) پر طبیعت جمی، سوائے اسکے دوسری صورت ہی کیا تھی اور یہ عمل بھی کوئی نیا تھا جسمین کچھ دنون ہمت کرکے عادی ہونے کی ضرورت ہوتی، پہلے بھی پڑ چکے تھے، اگرچہ باقاعدہ نہین، دل سے جھجک نکل ہی گئی تھی۔ ارادہ کرلیا کہ لو تو جی کھول کے لو، دھڑت سے تو جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا۔

میم صاحب کی وجہ سے مسٹر ڈانیل سے عداوت ہوگئی تھی، عداوت بھی کون رقابت والی رقابت بھی ایسی نہین کہ ایک شے کیلئے دو شخص کوشان تھے۔ ایک کو ملگئی، دوسرا ناکام رہا۔ یہان تو پکی پکائی ہانڈی چھین گئی، حلق مین انگلی ڈالکر ایک نے دوسرے کا نوالہ نکال لیا۔ اس کے لیے جیسی عداوت اور جو کچھ دشمنی ہو وہ تھوڑی ہے۔ رات دن دونون ایک دوسرے کی فکر مین رہتے تھے، اگر نہ اس سلطنت کا خوف، اور پہلو مین بزدلی کی تعلیم پایا ہوا دل ہوتا تو ایک دوسرے کا گلا گھونٹ ڈالتا، چھری بھونک دیتا۔ اور خدا جانے کیا کیا کرتا۔

احسن کی کھلے بندون رشوت ستانی کی خبرین ڈانیل تک بھی برابر پہونچنے لگین اور اُسنے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کیلئے کوششین شروع کردین۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مقدمہ مین جسمین احسن نے خاطر خواہ اپنا پیٹ بھر لیا تھا رشوت ستانی کا الزام قائم ہوگیا۔ مقدمہ کی حالت روز بروز نازک ہوتی ہوگئی۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ مخلصی کی امیدین نا امیدی سے بدلنے لگین۔

یوسف کو بھی سب خبرین برابر پہونچ رہی تھین۔ اگرچہ حقیقت بیوی کا اصرار اور بیوی کی محبت اور پریشانی بار بار اسے آمادہ کرتی تھی کہ احسن کے اس نازک حال مین شریک ہوجائے لیکن ابتک وہ ضبط کئے بیٹھا رہا۔ البتہ محسن کو کئی بار احسن کے پاس بھیجا اور روپیون سے برابر مدد کی۔

باوجود ان تمام مصیبتون کے احسن کی مغرورشان، اور احمقانہ خودداری مین کوئی کمی نہین آئی۔ اور اس سے یہ نہ ہوسکا کہ وہ ماں باپ کے قدمون پر گر کر معافی کی درخواست کرتا۔ دوستون اور بہواخواہون نے اپنی تمام امکانی کوششین صرف کر دین۔ مگر بے ادب، بدنصیب اور ضدی احسن اپنی ہٹ پر قائم رہا۔ ادہر مقدمہ کچھ ایسا الجھا کہ سشن سپرد کر دیا گیا۔

اب احسن کی رہائی کی جو امید تھی جاتی رہی اور اسے یقین ہو گیا کہ بغیر سزا کے چھٹکارہ آسان نہین تو بعض احباب نے مشورہ دیا کہ کلکتہ کے مسٹر نارٹن بیرسٹر کو ضرور بلاؤ، شاید خدا رحم کرے۔ احسن خود بھی اس کی لیاقت کا قائل تہا۔ دل نے بھی کہا کہ شاید اسی حیلے سے نجات مل جائے۔ مگر اب سوال روپیون کا تہا۔ بالآخر ہر طرف سے مجبور اور مایوس ہو کر احسن کو والدین کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا، احباب اپنے ہمراہ لیکر گئے، احسن باپ کے قدمون پر گر پڑا۔ یوسف کی آنکھون مین آنسو بھر آئے، بیٹے کو سینے سے لگا لیا۔ اندر ان بیتاب تھی۔ برسون کے بعد بیٹے کو دیکھ کر چیخ چیخ کر بار بار بیٹے رونے لگی۔ گلے سے لگایا۔ پیار کیا۔ دعائین دین۔ دوسرے ہی دن مسٹر نارٹن بلائے گئے۔ اور اس کے بعد برابر پیشی مین آتے رہے۔ حاکم سشن ... بیٹے کو ... تھا۔ یوسف برہنہ سر جانماز پر بیٹھا دعائین مانگ رہا تھا۔ بیگم بال بکھرائے رو رو کر اپنے بچے کی رہائی کے لیے قادر مطلق کی درگاہ مین منتین کر رہی تہی۔ محسن اور احسن کے خاص احباب اجلاس پر تھے، ان کے چہرون کا رنگ زرد تھا۔ آنکھون مین آنسو تھے، اور دل سے دعائین نکل کر لبون کو جنبش دے رہی تہین۔ ہر ایک آنکھ جج کی صورت پر گڑی ہوئی تہی، اور ہر ایک کان اس کے الفاظ کو ہوا مین گونجتے ہوئے سننے کا منتظر تھا۔ دوسری طرف کٹہرے مین احسن برہنہ سر کھڑا ہوا تھا، اس کا دل زور سے دھڑک رہا تہا۔ اعضا رہ رہ کر کبھی کبھی تھرتھرا جاتے تھے۔ زرد اور سوکھے ہوئے لب جنبش کر رہے تھے، اور اسوقت اس سے زیادہ خدا کے وجود کا قائل اور اس کے رحم و کرم کو اپنی طرف دعوت دینے والا اس اجلاس پر کوئی نہین تھا۔ تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد جج کے یہ الفاظ ہوا مین گونجے "تم بری کیے جاتے ہو" تمام مجمع مین جو اب تک مردہ کیطرح سرد اور خاموش تہا ان الفاظ نے حیات اور گرمی کی لہر دوڑا دی۔ احسن کٹہرے مین فرط مسرت سے بیہوش ہو گیا۔ لوگ فوراً اسے اٹھا کر باہر لے آئے ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دئے، پنکھا جہلا، تلوے سہلائے۔ تھوڑی دیر مین ہوش آیا۔ محسن نے فوراً گھر

آکر والدین کو خوشخبری سنائی۔ اور وہی مکان جو اب سے چند گھنٹے پہلے ماتم خانہ تھا عشرتکدہ بن گیا۔
ان تمام گذشتہ واقعات کے بعد احسن کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوگیا۔ وہ یورپ کی تہذیب کو ہمیشہ کیلئے خیرباد کہکر ہندوستانی بن گیا جیسے بیرسٹری شروع کی، اور کچھ دنوں کے بعد اچھی خاصی ترقی کرلی۔
محسن تھوڑے دنوں کے بعد ہزاروں مویشیوں کا مالک ہوگیا۔ اور اسکے گھی کے کارخانے نے ایسی ترقی پائی کہ اسوقت ہندوستان سے زیادہ حصہ اسی کا مالک ہے، غیر ملکوں کے گھی کو اس کے سامنے کوئی چھوتا بھی نہیں۔ دیہات کی آب وہوا سے اسکی صحت بھی بہت اچھی ہوگئی ہے اسکی سادہ زندگی فیشن اور ٹھاٹھ شان وشوکت سے پاک وصاف ہے۔ اور وہ ہر طرح اس قابل ہے کہ مادر وطن کا ہونہار فرزند کہا جائے۔

تمام شد

اطلاع

اگر آپ کو کتابیں پڑھنے کا شوق ہے تو ایک کارڈ پر اپنا پتہ لکھکر بھیجدیئے ہر قسم کی علمی۔ ادبی اور تاریخی کتابوں کی فہرست بلا قیمت حاضر خدمت ہوگی۔

پتہ

منیجر صدیق بکڈپو۔ امین آباد۔ لکھنؤ

عمارات اور کھنڈرات مین قدیم ثقافتی اور فن مصوری کے جو جو نمونے پائے جاتے ہین۔ انھین دیکھکر حیرت ہوتی ہو کہ زمانہ گذشتہ مین کیسے کیسے ماہرین فن موجود تھے بودھ مذہب کے صدہا گنبد اور منادر وہان موجود ہین جنکے دیکھنے کے لیے امریکہ اور جرمنی تک کے لوگ آتے ہین اور وہانکے تاریخی حالات اور معلومات سے مالامال ہوکر جاتے ہین۔ اور انکی اشاعت کرکے لاکھون روپیہ پیدا کرتے ہین۔ جناب ارشد تھانوی نے وہان کی سیر سے لطف اندوز ہوکر وہان کے تاریخی حالات اور نقش ونگار کو اپنے مخصوص شاعرانہ انداز مین صفحات کاغذ پر نمایان کیا ہے۔ کتاب مصنف کی طبعزاد نظم اور تصاویر سے آراستہ ہے۔ کاغذ سفید عمدہ لکھائی چھپائی پسندیدہ قیمت ۸ر

عیار فقیر

مکار فقیرون کی چالبازیان۔ ظلم وستم اور دغا فریب کا پردہ فاش کیا گیا ہے۔ ان بدمعاشوں کی چالون سے محفوظ رہنے کے لیے اس کتاب کو ایک بار پڑھ جانا چاہیے۔ صبیحہ نامی ایک لڑکی کا ایک مکار فقیر کے دام فریب مین گرفتار ہونا۔ اور مصائب مین مبتلا ہونے پر بھی اپنی عصمت کی حفاظت کرنا۔ آخر کار ان بدمعاشون کا بھانڈا پھوٹنا۔ اور لڑکی کو نجات ملنا بہت ہی دردانگیز ناول ہے اسکی اشاعت سے مقصود صرف پیسہ کمانا نہین ہے۔ بلکہ اہل ملک کو ان حرام خورون کی عیارون سے باخبر کرنا ہے قیمت ۱۲ر

حجاج بن یوسف

جرجی زیدان اڈیٹر الہلال مصر کے ایک معرکۃ الآرا ناول کا ترجمہ جسمین خلیفہ عبد الملک کی پالیسی حجاج بن یوسف کے مظالم حجاج اور عبد اللہ ابن زبیرؓ کا معرکہ۔ کعبہ کا محاصرہ۔ عبد اللہ ابن زبیرؓ کی شہادت۔ خلافت کے مدعی اور انکے جوڑ توڑ۔ حسن نامی ایک نوجوان کا عرب کی ایک مشہور لڑکی پر عاشق ہونا اور اس عشق کی بدولت خطرات مین مبتلا ہونا۔ ہجر ووصال کے تذکرے۔ رزم وبزم کے سین۔ دلچسپ انداز اور سلیس عبارت مین بیان کیے گئے ہین۔ اس کتاب کے دیکھنے سے اس زمانہ کے طریق جنگ اور رسم ورواج پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ ترجمہ کی خوبی کے لیے سید ظہور احمد ندوی سب اڈیٹر ہمدم کا نام کافی ہے۔ کاغذ سفید ونفیس قیمت عہ

پتہ۔ صدیق بکڈپو امین آباد لکھنؤ

مجموعہ کلام مظہری

جناب مولانا مولوی شفیع احمد صاحب مظہری۔ ایم اے علیگ کی قومی۔ اخلاقی اور سیاسی نظموں کا قابل قدر مجموعہ اگر شاعری سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو اپنی قسم میں بے نظیر ہیں۔ الگ الگ کتاب کی صورت میں چھپی ہوئی رنگین دلفریب ٹائٹل سے مزین۔ ہر سہ کی یکجائی قیمت ۶ ر

اجتماعِ ضدّین

جناب ارشد تھانوی کے قلم سے ایک اخلاقی ناول جسکا پلاٹ بہت دلچسپ ہونیکے علاوہ جذبات فطرت سے معمور ہے۔ عشق کی لگاوٹین اور حسن کی فسون سازیان عجیب و غریب انداز مین الفاظ نیز ولنشتر کا اثر رکھتے ہین کتاب کی ہر ہر سطر کچھ نہ کچھ دل آویزی رکھتی ہے اور ہر ہر جملہ مین کوئی نہ کوئی البیلی نئی تراش خراش ہے۔ یہ فسانہ اصلاح معاشرت کی غرض سے لکھا گیا ہے۔ اسمین اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اتحاد خیال مرد و عورت کی آیندہ خوش حال زندگی کے لیے سب سے زیادہ ضروری ہے لیکن والدین اکثر اس بات کو نظر انداز کر جاتے ہین اور غریب دولھا دولھن تمام عمر بدمزگی سے گذارتے ہین۔ شادی کرنے سے پیشتر اگر اس کتاب پر نظر ڈال لی جائے تو یقیناً پڑھنے والا نفع مین رہے گا۔

کیا بلحاظ زبان اور کیا بلحاظ خیالات کتاب ہر طرح قابل قدر ہے۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب اور ٹائٹل دلفریب قیمت ۶ ر

محاصرہ پیرس

پیرس کا محاصرہ۔ اہل فرانس کا مدافعت۔ قیصر جرمن کی پولٹیکل چالیں۔ اور انکا جواب اتحادیون کی طرف سے غنیم پر محصورین کے جان توڑ حملے ہندوستانی افواج کی مدد اور اہل فرانس کی گلو خلاصی۔ جنگ یورپ کے حیرت انگیز حالات۔ جدید آلات جنگ کا استعمال پیرس کی تباہی تاریخ کی تاریخ قصہ کا قصہ۔ ایک حسین محبوبہ کا جذبہ وطن پرستی۔ اور اس کے نتائج بہت ہی دل آویز پیرایہ میں قیمت ۱۲ ر